۱

۱۔ سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

وَ الضُّحیٰ. وَ الیَّلِ اِذَا سَجی. مَا وَ دَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قلیٰ. وَ لَلاٰخِرَۃُ خَیرٌلَکَ مِنَ الْاُوْلٰی. وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرضیٰ. اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیماًفَاٰوٰیٰ. وَ وَجَدَکَ ضَالاًّ فَھَدیٰ. وَ وَجَدَکَ عَائِلاً فَاَغْنیٰ. فَاَمَّا الْیَتِیمَ فَلَا تَقْھَر. وَ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَر. وَ اَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّث.

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد

اللہ کی شان کہ آج تذکرہ سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔اور آج کا دن کتنا پیارا دن، عید کا دن، ہم سب غسل کر کے پاک صاف ہوکر معطر ہوکر آئے ہیں۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ حکیم اجمیری صاحب، جمعہ کے دن ایک مسجد کے افتتاح کے موقع پر میرے ساتھ تھے۔مسجد میں داخل ہونے سے پہلے، وہ باہر ٹھہر گئے۔جیب میں سے شیشی نکالی، مسواک نکالی، اور جب انہوں نے اس کو اُنڈیلا، مسواک پر، تو اس کی خوشبو سے میں نے محسوس کیا کہ، اوہو! یہ کیا کر رہے ہیں؟

خوشبو سے پتہ چلا کہ جمعہ کا دن ہے، مسجد میں پہنچ کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی کو یاد کرنا، اور درود شریف پیش کرنا ہے۔مگر میرا دہن، ہونٹ، منہ، گناہوں سے آلودہ، گندگی سے بھرا ہوا، نجاستوں سے بھرا ہوا، یہ اس قابل نہیں کہ اس زبان کو میں ہلا سکوں، اور محمد نام لے سکوں۔تو پہلے اُس مسواک پر، جو گلاب کا پانی اس بوتل میں تھا، وہ اُنڈیلا۔اور پہلے اس سے

مسواک کی، پھر شروع کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف۔

آج عید کا دن بھی ہے۔ ہماری نجاستیں ماہ مبارک کے روزوں اور عبادتوں سے، یقیناً کچھ نہ کچھ پہلے کے مقابلہ میں کم ہوئی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی کو، جیسا آپ کا مقام ہے، ہمیں پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمدی بن کر رہو

اب سرکار کی سیرتِ طیبہ کا باب بڑا وسیع ہے۔ اس لئے تذکرہ شروع کریں تو کہاں سے شروع کریں؟ ہجرت سے، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سالوں کی گنتی کے لئے، ہمیں سنت قائم کر کے دی۔ کہ سالوں کی گنتی، ایرانیوں کے طرح مت گنو، عیسائیوں کی طرح مت گنو، محمدی بن کر رہو۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے گنتی شروع کرو۔ تو ہجرت سے شروع کریں، کہ جس کی ابتداء کیسے ہوئی؟

بسترِ احمد، شبِ ہجرت دے رہا ہے یہ صدا
اے علی! مردوں کو یوں ہی نیند آنا چاہئے

کہ کٹنے اور مرنے کے لئے تیار ہو کر بستر پر لیٹے اور وہاں علی پڑے سو رہے ہیں۔ آرام سے نیند بھی آ گئی، یقین ہے کہ چاروں طرف سینکڑوں تلواریں اُٹھی ہوئی ہیں، نیام سے باہر، ننگی تلواریں، اور اسی بستر پر وہ پڑنے والی ہیں۔ پھر بھی وہ سو گئے اور نیند بھی آ گئی۔

مدینہ طیبہ تشریف آوری

یہاں سے شروع کریں، ہجرت سے؟ یا اس لئے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ دنیا ساری ہم دیکھ رہے تھے، ظلمتوں سے بھری ہوئی تھی۔ حالانکہ مدینہ طیبہ میں تو کفر کم ہو چکا تھا، کتنے قبیلوں، کتنے گھروں میں، خاندانوں میں، اسلام داخل ہو چکا تھا۔ پھر بھی وہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، کہ جس دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ہجرت فرما کر جلوہ گر ہوئے، اور مدینہ طیبہ میں آپ تشریف لائے، وہ دن، کہتے ہیں انوکھا دن تھا۔ ہم بیّن فرق دیکھ رہے تھے، کہ اوہو! کہاں یہ اب تک جو ہم نے زندگی بھر کے ایام دیکھے، وہ ایام کہاں، اور یہ آج کا دن کہاں۔

جو دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ تشریف آوری کا ہے۔ سیرت کا بیان اس ہجرت سے شروع کریں؟ یا نبوت سے شروع کریں؟

غارِ حراء کا اعتکاف

میں نے رمضان میں بیہقی کی روایت سنائی تھی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول شریف ہر سال ایک مہینہ کے لئے، خلوت گزیں ہونے کا تھا۔ غارِ حراء میں تشریف لے جا کر وہاں خلوت گزیں ہوتے تھے۔

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ شریف چالیس برس کو پہنچتی ہے، ایک روایت میں تینتالیس برس کو پہنچتی ہے، تو اُس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب غارِ حراء میں تشریف لے جاتے ہیں، تو اہل وعیال کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں کہ وہ بھی خلوت اختیار کریں، وہ بھی اعتکاف کریں۔ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِس سال رمضان المبارک کے مہینہ میں غارِ حراء میں خلوت فرما رہے ہیں، اعتکاف فرما رہے ہیں۔

پہلی وحی

وہاں پر پہلی وحی نازل ہوتی ہے، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَق، دونوں روایتیں ہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ فرشتہ نے پہلے، بِسْمِ اللّٰہ پڑھی اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَق سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَق۔ اسی لئے شوافع کے یہاں نماز جب شروع کی جاتی ہے، تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی، کلام الٰہی کا نزول شروع ہوا، سب سے پہلی آیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَق. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَق. اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَم. الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَم. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ، تو یہ آیات، پہلی وحی میں نازل ہوئیں۔ تو آیا سب سے پہلی جو یہ آیات نازل ہوئیں، سب سے پہلے جب قرآن کا نزول شروع ہوا، اور سب سے پہلی وحی آئی، نبوت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سرفراز فرمایا گیا۔ تو یہاں سے، نبوت سے سیرت کا بیان شروع کریں؟

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے ساری کائنات جگ مگ

یا سوچا کہ اُس سے اور پیچھے چلے جائیں۔ ہجرت سے نہیں، نبوت سے نہیں، ولادت سے شروع کریں، کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا قصہ بیان فرماتی ہیں، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ اور فرماتی ہیں کہ، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے، تو جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان میں تشریف لاتے ہیں، تو پوری دنیا منور ہو جاتی ہے۔

مکہ مکرمہ کے اپنے گھر میں سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یہاں سے قصورِ شام اور کیا کیا دیکھا، وہاں سے دیکھ رہی ہیں کہ ساری کائنات روشن ہوگئی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تشریف آوری سے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے اِس ظہور سے۔ کہ ماں نے اُسی وقت دیکھ لیا کہ یہ تمام ظلمتیں، تاریکیاں باطل نے جو پھیلا رکھی ہیں، صدیوں سے، سالہا سال سے، وہ تمام ظلمتیں اس نومولود سے دور ہونے والی ہیں۔ اپنی آنکھوں سے سارا منظر دیکھ لیا کہ کس طرح یہ ظلمتیں فنا کو پہنچیں گی، کس طرح ختم ہوں گی۔

یہاں سے شروع کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے تذکرہ سے سیرت کو بیان کرنا شروع کریں؟

نورِ نبوت کا ظہور

یا اُس سے بھی، اور پیچھے ہم چلے جائیں؟ کہ یہ اس نور کا ظہور تو ولادت پر ہوا، مگر یہ نور حضرت آمنہ کے بطن میں اور رحم میں منتقل ہونے سے پہلے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ اور ہر کوئی جو اُس صورت کو دیکھتا، حضرت عبداللہ کی صورت کو، تو فدا ہوتا تھا۔ بیسیوں حسینائیں اونچے اونچے گھرانوں کی اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ محترم حضرت عبداللہ کے لئے پیش کر چکی تھیں، اصرار کرتی تھیں۔

مکہ مکرمہ میں ایک کاہنہ تھی، جو سابقہ مذاہب کی کتابیں پڑھی ہوئی تھی، جنہیں اس کا علم تھا، کہ نبیِ آخرالزمان کس طرح تشریف لانے والے ہیں، تو وہ اصرار کر کے دعوت دیتی تھی، کہ ہم سے نکاح کرلو۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت مقدر فرمائی تھی بنی وہیب کے لئے۔ کہ ایک دن حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد، دادا حضرت عبدالمطلب، اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو فرماتے ہیں، کہ چلو بیٹا، آپ کا نکاح کراتے ہیں۔ اور نکاح کے لئے حضرت عبداللہ کو لے کر بنی وہیب کے گھر پہنچتے ہیں۔ تو جب وہاں پہنچتے ہیں، تو ایک وقت میں دو نکاح ہوتے ہیں۔

اللھم ھالة!

ہمارے یہاں لوگ نام پوچھتے ہیں کہ کبھی کوئی نام بتایا، تو کبھی کسی نام پر کسی کو اشکال بھی ہوتا ہے، ہالہ نام بتایا، تو کہتے ہیں کہ پھر کوئی مذاق بھی کرے گا کہ ہیلو ہیلو hello,hello۔ نام بگاڑے گا۔ کتنا پیارا نام ہالہ، اِن کو کیا معلوم کہ اس کی کیا تاریخ ہے، اس مبارک نام کی؟

ایک دفعہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ دولت پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں ایک خاتون سلام کرتی ہیں، آواز دیتی ہیں، نوک کرتی ہیں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک میں جیسے ہی اُس خاتون کی آواز پہنچتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا

شغل چھوڑ کر گھبرا کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اللّٰھم ھالۃ۔

جیسے ہی وہ آواز سنتے ہیں، تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مرحوم زوجۂ مطہرہ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یاد آجاتی ہیں، کہ یہ تو اُن کی آواز ہے، یہ تو خدیجہ کی آواز ہے۔ لیکن حضرت خدیجہ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے کتنے برس ہو گئے، تو خدیجہ کہاں سے آ گئی؟ لیکن پھر ذہن کام کرتا ہے، کہ او ہو! پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال آیا کہ اندر خواتین جو باتیں کر رہی ہیں، تو یہ خدیجۃ الکبریٰ نہیں ہیں، اُن کی بہن ہالہ ہیں۔ بہنوں کی آواز ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا کہ یہ تو ہالہ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ منظر دیکھا، کیسے برداشت کر سکتی تھیں۔ کہ یہ جو میرے ساتھ رہتی ہیں، سوکنیں، اُن کو میں مشکل سے گوارا کرتی ہوں۔ کہ یہ سب فناء ہو جائیں، مر جائیں، تو یہ میرے محبوب، تنہا میرے پاس، میری گود میں رہیں۔ تو یہ تو اور آگے چلے گئے، کہ جو قبر میں ہے اس کو یاد فرما رہے ہیں۔

اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کہا؟ کہ یا رسول اللہ! ایک بڑھیا آپ کو ملی تھیں، اس کے گال پر گوشت بھی نہیں تھا، چپٹے ہوئے اس کے گال، اُس کو مرے ہوئے برسوں ہو گئے، اب تک آپ یاد فرماتے ہیں، کب تک یاد فرماتے رہیں گے؟

خديجة كانت و كانت

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خَدِیْجَة کَانَتْ وَ کَانَتْ، میں اس پر کہا کرتا ہوں کہ یہ جملہ، فصاحت اور بلاغت کی انتہا پر ہے، دنیا کا کوئی فصیح و بلیغ انسان کسی زبان کا، عربی زبان کا جاننے والا، اس کی زبان سے یہ نکل نہیں سکتا تھا۔ اعجاز و بلاغت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کی فضیلت انتہائی درجہ کی بیان فرما دی۔

کیسے؟ کہ خدیجہ کو تم پوچھتی ہو، تو خَدِیْجَة کَانَتْ وَ کَانَتْ خدیجہ کی کہانیاں اور جو سٹوری

شروع کروں، عرب رات میں بیٹھ کر چاندنی میں جو سَمر کیا کرتے تھے اور کہانیاں بیان کیا کرتے تھے، تو کہانیوں میں اسی طرح ہوتا تھا کان ۔ کہ کانَ رَجُلٌ، ایک آدمی تھا۔ کانَ مَلِکٌ، ایک بادشاہ تھا۔ کانَتِ امْرأۃٌ، ایک عورت تھی۔ تو یہ کانت خدیجۃ، کہ ایک کہانی خدیجہ کی پوری ہوگی، پھر دوسری، پھر تیسری۔ الف لیلۃ سے آگے بڑھ کر ان کی داستانیں میں سنا سکتا ہوں، خدیجہ کو کیا پوچھتی ہو۔ تو یہ ہالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی ہیں، حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کی ہمشیرہ ہیں۔

اور ایک ہالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابا جان حضرت عبداللہ کی بھی سالی، اُن کا نام بھی ہالہ۔ کیسے؟ کہ میں نے عرض کیا، کہ حضرت خواجہ عبد المطلب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ محترم کو لے کر پہنچتے ہیں، بنو وہیب کے یہاں، اور حضرت عبد اللہ کا نکاح کن سے ہوتا ہے؟ حضرت آمنہ سے۔

حضرت عبداللہ کا نکاح پڑھایا، اب دوسرا نکاح شروع ہوتا ہے، کن کا؟ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی بہن کا نام تھا ہالہ، ان سے نکاح ہوتا ہے۔ کس کا ہوتا ہے؟ حضرت عبد المطلب کا، حضرت عبد المطلب کی عمر اس وقت کتنی تھی، ایک سو بیس برس۔ کیا حق تعالیٰ شانہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ان حضرات کو قوتیں عطا فرمائی تھیں۔ کیا جسمانی قوت، کیا روحانی قوت، تو ایک سو بیس برس کی عمر میں، جد امجد حضرت عبد المطلب کا بھی اسی وقت نکاح ہوا، دو نکاح ہوتے ہیں۔

یہ جو نکاح ہوا حضرت عبداللہ کا حضرت آمنہ سے، ہم یہاں سے شروع کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ پاک کو یہاں سے بیان کرنا شروع کریں؟

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف

یا پھر اور اُس سے پیچھے چلتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف امامِ مالک

رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی نے بیان کرنا شروع کیا۔ پڑھنا شروع کیا ہے اُس نے پڑھا، محمد بن عبداللہ، بن عبدالمطلب، بن ہاشم، بن عبدمناف، تو وہ پڑھتا چلا گیا، بولتا چلا گیا، اُس نے آخر میں کہاں پر چھوڑا، سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچایا۔ ساری سند، سارا نسب سن کر حضرتِ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب جھوٹ ہے، یہ جو نسب آدم علیہ السلام تک پہنچایا، تو میرے پاس ایک کتاب ہے، اُس میں آدم علیہ السلام تک نسب مذکور ہے۔ تو فرمایا کہ یہ جھوٹ ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

پھر دوسری روایت شروع کی گئی کہ حضرت، یہ تو غلط ہوا، مگر میں ایک سناتا ہوں نسب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ انہوں نے سنانا شروع کیا، محمد بن عبد اللہ، بن عبد المطلب، بن ھاشم، اورانہوں نے جا کر ختم کیا، حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔ تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بھی جھوٹ ہے۔

اور پھر امامِ مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا کہ یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف جو عدنان ابن اُدتک بیان کیا جاتا ہے، یہ درست اور صحیح اور محقق ہے۔ اس کے بعد جو کچھ بیان کرتے ہیں، کَذَبَ النَّسَّابُون ۔ یہ نسب بیان کرنے والے، ویسے ہی جھوٹ بولتے رہتے ہیں، کوئی حقیقت نہیں۔ تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری جدامجد عدنان ابن اُد ہیں، وہاں سے ہم شروع کریں؟

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام

اوپر کا نسب تو معلوم نہیں، لیکن حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ تو یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد ہیں، بیچ کی کڑیاں حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اور اُن کے بعد کون کون سی ہیں، تو اس کے متعلق تو کلام ہوسکتا ہے۔ مگر اس میں تو کوئی کلام نہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد ہیں۔ وہاں سے ہم شروع کریں؟

کیوں؟ کہ بہت بڑی تاریخ ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے، کہ جوسرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ نبوت ودیعت تھا والد ماجد کی پیشانی میں، اُس پر مکہ مکرمہ کی کاہنات فدا ہوکر کے اپنے آپ کی پیش کش کیا کرتی تھیں۔

اس نورِ نبوت کے ذریعہ انسانیت کو کہاں کہاں فائدہ ہوا ہے اور کہاں کہاں باطل کو حق تعالیٰ شانہ نے اس نور کی روشنی سے ختم کیا ہے، تو بہت بڑا واقعہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہے۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو جب آگ میں ڈالا گیا، وہ تو ہماری طرح ایک انسان تھے۔ جل کر راکھ ہوسکتے ہیں۔

حضرت عباس ابن عبدالمطلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا فرماتے ہیں، کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بچانے والی ذات کیا تھی؟ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ نبوت تھا، جو ابراہیم خلیل اللہ کی پشت میں تھا۔ اس لئے وہ آگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد، حضرت ابراہیم کو جلا نہیں سکی۔ تو اس نورِ نبوت کا وہاں بھی ظہور ہوا، جس طرح کہ حضرت آمنہ ولادت کا قصہ بیان فرماتی ہیں۔ تو ہم وہاں سے شروع کریں، جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سیرت کی ابتداء کریں؟

حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام

یا اور پیچھے چلے جائیں، کہ آدم ثانی حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی کشتی کا ذکر کیا ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شعر میں، اور وہ شعر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔

ایک غزوہ سے تشریف لا رہے ہیں، مدینہ منورہ سے باہر ایک شب پہلے وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے۔ اور سب اچھی طرح آپس میں مل لیتے، جو پیچھے رہ گئے ہوتے، وہ بھی پہنچ جاتے، تب جا کر پھر مدینہ منورہ میں داخلہ ہوتا۔

وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عباس نے جو اشعار سنائے ان میں اس کا تذکرہ ہے، کہ نوح کی کیا طاقت تھی کہ اتنے بڑے عذابِ الٰہی سے اپنے آپ کو بچا لیتے، یا دوسروں کو بچا لیتے۔

وہ تو اُن کی پشت میں، حضرتِ نوح کی پشت میں چونکہ وہ آدمِ ثانی ہیں۔ تو اُن کی پشت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نورِ نبوت تھا۔ تو بچانے والا یہ نورِ نبوت ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو اور کشتی والوں کو۔

حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام

یا اُس سے اور ہم پیچھے چلے جائیں۔ کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جب تخلیق ہو چکی، اور سجدہ کا حکم ہوا، تو کسی نے کہا کہ یہ سجدہ کا حکم اس لئے ہوا کہ، حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کی جانی تھی۔ آپ کی عظمت اور تعظیم اور فضیلت ظاہر کرنے کے لئے سجدہ کا حکم ہوا۔

کسی نے کہا کہ آدم تو کیا ہیں، اُن کو کیسے سجدہ؟ وہ تو جس طرح ہم کعبہ کے سامنے منہ کرتے ہیں، تو وہ بظاہر دیکھنے میں تو سجدہ آدم کو تھا، مگر حقیقۃً آدم تو کعبہ کے مانند تھے، اور سجدہ حق تعالیٰ شانہ کو ہو رہا تھا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ سلام آدم علیہ السلام کو نہیں تھا، اصلاً یہ نورِ نبوت کو سلام تھا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ نبوت حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں ودیعت تھا۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلائِکَۃِ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِیْفَۃ

یا اور ہم پیچھے چلے جائیں۔ کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابھی پیدا نہیں کیا گیا تھا، صرف پیدا کرنے کے متعلق حق تعالیٰ شانہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدم کو پیدا کرنے والا ہوں۔ تو فرشتوں نے درخواست کی، کہ الٰہی! ان کو تو پیدا کرے گا، یَأکُلُوْنَ، و یَشْرَبُوْنَ و یَتَنَاکَحُونَ و یَرْکَبُونَ ، وہ کھائیں گے، پئیں گے، نکاح کریں گے، سواریاں کریں گے۔ تو ایسا نہیں ہوسکتا کہ الٰہی فَاجْعَلْ لَهُمُ الدُّنیَا وَ الْآخِرَۃَ لَنَا ۔ کہ الٰہی تو اُن کے لئے دنیا مقدر کر دے اور ہمارے لئے آخرت مقدر کر دے۔

فرشتے بھی سمجھتے تھے، کہ یہ تو قید خانہ ہے، مصیبتوں کا گھر ہے، مصیبت کدہ ہے دنیا۔ فرشتوں نے اُسی وقت اس دنیا سے توبہ کی تھی جس کی رنگ رلیوں میں ہم خوامخواہ کے لئے بیوقوف بنے

ہوئے ہیں۔تو یہاں سے شروع کریں جہاں سے حق تعالیٰ شانہ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تھا۔

وَ الضُّحیٰ .وَ اللیَّلِ اِذَا سَجی، مَا وَ دَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلی

یا پھر ہم شروع کریں یہاں سے جو میں نے سورۃ پڑھی تھی۔**وَ الضُّحیٰ .وَ اللیَّلِ اِذَا سَجی، مَا وَ دَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلیٰ**. اوراس سے پہلے والی سورۃ کیا ہے،**وَ الَّیْلِ اِذَا یَغْشیٰ. وَ النَّھَارِ اِذَا تَجَلّیٰ** ۔اوہو! قرآن،قرآن کے رموز اوراسرار کوتو دیکھو! وہاں کیا فرمایا، **وَ الیَّلِ اِذَا یَغْشیٰ وَ النَّھَارِ** ،لیل پہلے،نہار بعد میں۔اور یہاں والضحیٰ میں کیا فرمایا،**و الضحیٰ . و الیل.** ضحیٰ پہلے اور،دن پہلے اور لیل بعد میں۔اوپر کے بالکل مخالف،دونوں سورتوں میں۔ایسا کیوں؟

ان دونوں سورتوں کے بعد جیسے ہی والضحیٰ کے آخر میں پہنچتے ہیں،تو آپ نے یہاں تکبیر سنی ہوگی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔جیسا کہ آج ہم مسلمانوں کی عید ہے اور تکبیر پڑھی جاتی ہے،مگر وہ کل کائنات کی عید تھی کہ نور محمدی کے ظہور کی والضحیٰ کے ذریعہ خبر دی گئی تھی۔

جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جب کہ کفار مشرک نعرہ لگا رہے تھے **اعل ھبل**، کہ ہمارا ہبل بلند ہوگیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نعرہ کا جواب نعرہ سے دو۔کہو**اللّٰہ اعلیٰ و اجل** ۔تواسی طرح یہاں سرکارِدوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ سورۃ تم نے پڑھ لی والضحیٰ پوری کر لی،تو اب کہواللہ اکبر! آپ نے دیکھا کہ قراء پڑھتے ہیں،کیا پڑھتے ہیں؟ اللہ اکبر،اللہ اکبر،لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔جوآج کی تکبیر ہے،اُس سورۃ پر ختم پر پڑھی جاتی ہے اور اس لئے یہاں نعرۂ تکبیر بلند کیا جاتا ہے اور تکبیر پڑھی جاتی ہے۔

سرکارِدوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سورۃ،سورۃ والضحیٰ نازل ہوئی۔ہم کیا کہتے ہیں اس سورۃ کو

سورۃ والضحیٰ، اس کا دوسرا نام ہے، سورۂ محمد، اللہ اکبر! اس سورۃ کا نام ہی ہے سورۃ محمد۔ کیوں؟

مفسرین لکھتے ہیں کہ جو اُس میں والضحیٰ ہے، یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دنیا میں نور کی شعاعیں پھیلیں، اس نور کی اِس میں خبر ہے۔

اللہ تعالیٰ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دلوں میں بسانے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

سرورِکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی وفات پر جنات نے اس طرح نوحہ کیا تھا:

نَبْكِىْ الْفَتَاةَ الْبَرَّةَ الْأَمِيْنَةَ ذَاتَ الْجَمَالِ الْعِفَّةَ الرَّزِيْنَةَ
زَوْجَةَ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْقَرِيْنَةَ أُمُّ نَبِىِّ اللّٰهِ ذِىْ السَّكِيْنَةَ
وَصَاحِبِ الْمِنبَرِ بِالْمَدِيْنَةَ صَارَتْ لَدَى حُفْرَتِهَا رَهِيْنَةَ
لَوْ فُوْدِيَتْ لَفُوْدِيَتْ ثَمِيْنَه وَلِلْمَنَايَا شَفْرَةٌ سَنِيْنَة
لَا تُبْقِىْ ظَعَّاناً وَّلَا ظَعِيْنَةَ اِلَّا أَتَتْ وَقَطَّعَتْ وَتِيْنَه
أَمَا هَلَكْتِ أَيُّهَا الْحَزِيْنَةَ عَنِ الَّذِىْ ذُو الْعَرْشِ يُعْلِىْ دِيْنَه
فَكُلُّنَا وَالِهَةٌ حَزِيْنَةَ نَبْكِيْكِ لِلْعُطْلَةِ أَوْ لِلزِّيْنَةَ
وَلِلضَّعِيْفَاتِ وَلِلْمِسْكِيْنَةَ

وہ رند پاک طینت قبلۂ صافی درو ناں ہوں
کہ برسوں جوتیاں سیدھی کرے پیر مغاں میری

وہ سر پر سایہ افگن ہو قدم بوسی میں یہ مصروف
کمربستہ ہیں خدمت میں زمیں و آسماں میری

مرے کلک فصاحت پر مضامین ناز کرتے ہیں
سریر آرائے اقلیم بلاغت ہے زباں میری

مفاتیح عقول عشرۂ عالم پہ میں قابض
علوم عقلی و نقلی سے مملو داستاں میری

دو سنگ آسیائے گنبد خضرا و غبرا میں!
مثال دانۂ بریاں ہے جان ناتواں میری

کمالات محمد کو بیاں کرتا مگر افسوس
نہ اس قابل بیاں میرا نہ اس قابل زباں میری

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف

حضرت شیخ عبدالغنی مقدسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے اس طرح شروع فرماتے ہیں کہ ابو القاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد۔

اس کے بعد بھی شیخ مقدسی نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچایا مگر خود ان کا قول ہے کہ یہ عدنان بن ادتک تو نسب شریف متفق علیہ ہے اس کے بعد میں اختلاف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب ہیں، جن کا نسب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کے ساتھ اوپر پہنچ کر عبد مناف میں جا کر مل جاتا ہے۔

ولادت باسعادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ، میں عام الفیل میں، ربیع الأول کے مہینہ میں، پیر کے روز، ربیع الأول کی دو یا نو یا بارہ تاریخ کو ہوئی۔ ولادت سے پہلے والد ماجد حضرت عبداللہ وفات پا چکے تھے، اگر چہ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب عمر شریف اٹھائیس مہینے اور ایک قول میں سات مہینے تھی، اس وقت حضرت عبداللہ وفات پاگئے۔

حضرت عبداللہ کی وفات میں ایک قول یہ ہے کہ ابواء میں آپ کی وفات ہوئی۔ دوسرا

قول یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں دار النابغہ نامی مکان میں آپ کی قبر ماضی قریب تک بیان کی جاتی رہی، اور اسی دار النابغہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ننھیال میں والدہ ماجدہ کے ساتھ قیام رہا ہے۔

کفالت اور رضاعت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ شریف جب چار برس یا پانچ برس اور ایک قول کے مطابق چھ برس ہوئی، اس وقت حضرت آمنہ وفات پا جاتی ہیں اور کفالت جدامجد حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں اور آٹھ برس کی عمر میں وہ بھی داغِ مفارقت دے جاتے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابولہب کی باندی ثویبہ نے دودھ پلایا جب وہ اپنے بیٹے مسروح کو دودھ پلا رہی تھیں، اسی دوران یا اس سے پہلے یا اس کے بعد حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور ابوسلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد المخز ومی کو بھی ثویبہ نے دودھ پلایا ہے، اس لئے یہ دونوں حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔

جیسا ثویبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا شرف حاصل فرمایا، اسی طرح حضرت حلیمہ سعدیہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماءِ مبارکہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارک کے متعلق حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالی عنہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے خود اپنا نام اس طرح بیان فرمایا کہ **اِنِّیْ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَ اَنَا الْمَاحِی**، کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ جس کے ذریعہ اللہ کفر کو مٹاتے ہیں اور میں حاشر ہوں کہ لوگ جن کے پیچھے محشور ہوں گے اور میں عاقب ہوں کہ خاتم الانبیاء کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اسی طرح حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ شریف کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے کئی نام ہمیں بیان فرمائے، کچھ ہمیں یاد رہے۔فرماتے ہیں کہ فرمایا کہ **اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَنَا اَحْمَدُ وَ الْمُقَفِّی وَ نَبِیُّ التَّوْبَۃِ وَ نَبِیُّ الرَّحْمَۃِ** اورایک روایت میں **نَبِیُّ الْمَلْحَمَۃ**، کہ میں محمد ہوں میں احمد ہوں، مقفی ہوں، نبی التوبۃ ہوں، نبی الرحمۃ ہوں، نبی الملحمۃ ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے اسماء شریفہ کے بارے میں یہ روایت بیان فرمائی کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ **اَنَا اَحْمَدُ وَ اَنَامُحَمَّدٌ وَ اَنَا الْحَاشِرُ وَ اَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ فَاِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِوَاءُ الْحَمْدِ مَعِیَ وَ کُنْتُ اِمَامَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ صَاحِبَ شَفَاعَتِہِمْ**، کہ میں احمد ہوں، محمد ہوں، حاشر ہوں، ماحی ہوں جس کے ذریعہ اللہ کفر کو مٹاتے ہیں پھر جب روزِ قیامت ہوگا تو لواء الحمد میرے ساتھ ہوگا اور میں تمام انبیاء اور مرسلین کا سردار ہوں، اور ان سب کی شفاعت کرنے والا ہوں۔

اللہ عزوجل نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ **بَشِیْراً و نَذِیْراً و رَؤوفٌ و رَحِیْم ورَحْمَۃ لِلْعَالَمِیْن.**

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء یا القاب مبارکہ بعضوں نے سینکڑوں اور بعضوں نے ہزار تک گنوائے ہیں۔ بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا موسیٰ بازی روحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے کئی سو کو ذکر کیا ہے۔

احقر نے آج سے تقریباً ۲۵ برس قبل مسجد نبوی کے عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف کے دوران حق جل مجدہ کے ایک سو اسماء اوران کے ہم وزن القاب نبویہ کو ملاکر **صلوۃ و سلام علی سید الانام بالاسماء الالھیۃ والالقاب النبویۃ** کے نام سے درود شریف ترتیب دیا

تھا، اور عید سے ایک روز قبل طبع ہو کر جب پہنچا تو عزیز مولوی مقصود احمد گنگات مسجد نبوی میں اس کو والہانہ انداز میں تقسیم فرماتے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی کی حالت میں مکہ مکرمہ میں پرورش ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت فرماتے ہیں اور ان کے بعد چچا ابو طالب کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالی نے جاہلیت کی تمام گندگیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ پاک رکھا، تمام عیوب سے پاک رکھا اور تمام اخلاق جمیلہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مزین فرمایا۔

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں ''الأمِیْن'' کے لقب سے معروف تھے کیوں کہ قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری، باتوں کی سچائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقوی طہارت کی زندگی کو دیکھ رہے تھے۔

سفر یمن

ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں ایک روایت ذکر کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر دس برس سے کچھ زیادہ ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبد المطلب کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کے سفر پر تشریف لے گئے۔

اس روایت میں انہوں نے اس سفر کے دو معجزات کا ذکر کیا ہے:

ا۔ جاتے ہوئے ایک وادی سے گذرنے کا راستہ تھا، مگر ایک سانڈ اونٹ کی وجہ سے وہاں سے لوگ گذرنے نہیں پاتے تھے۔ مگر اس نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اپنی گردن زمین پر رکھ دی، جس طرح پالتو جانور اپنے پالنے والے کے سامنے تابع ہونے اور

محبت کا اظہار کرتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے اترے،اس پر سواری فرمائی اور اس وادی کو پار فرما کر اس سے نیچے اتر آئے۔

۲۔اسی طرح سفر سے واپسی کا معجزہ بھی انہوں نے ذکر کیا ہے کہ قافلہ جب ایک وادی میں پہنچا، وہاں سیلاب تھا اور گذرنے کی کوئی سبیل کسی کو نظر نہیں آرہی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ والوں سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے پیچھے آجاؤ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے ہی پانی میں قدم رکھا، زمین نے پانی کو نگل لیا اور خشک ہوگئی۔

مکہ مکرمہ پہنچ کر جب مکہ والوں سے قافلہ نے معجزہ کا ذکر کیا،تو سب کی زبان پر ایک ہی جملہ تھا کہ **اِنَّ لِھٰذا الْغُلامِ شَأناً**۔

شام کا پہلا سفر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ شریف بارہ برس ہوتی ہے تو آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر فرماتے ہیں یہاں تک کہ بُصری جب پہنچتے ہیں اور بحیرہ راہب نے آپ کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات سے پہچان لیا۔وہ قریب پہنچا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس پکڑ کر کہنے لگا کہ یہ سید العالمین ہیں، یہ رسول رب العالمین ہیں، اِن کو اللہ تعالی رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمائیں گے۔

بحیرہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اس کا کیسے علم ہوا؟ تو بحیرہ نے کہا کہ جب تم گھاٹی سے آرہے تھے،تو میں دیکھ رہا تھا کہ کوئی درخت، کوئی پتھر نہیں تھا،مگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ میں گر جاتا تھا، اور یہ چیزیں صرف نبی کو سجدہ کرتی ہیں، اور ہم نے نبیِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری کتابوں میں لکھا ہوا بھی پایا ہے۔انہوں نے ابو طالب سے درخواست کی اور یہود کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوف کرتے ہوئے آپ کو وہیں سے واپس لے جانے کی درخواست کی، چنانچہ ابو طالب آپ کو واپس لے آئے۔

شام کا دوسرا سفر اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفرِ شام حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کی تجارت کے خاطر ہوا۔

اس سفر میں نسطورا راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دیکھا تو گویا ان پر حال طاری ہوگیا۔ حال کے طاری ہونے پر ان کے کلمات شاہد ہیں: ھو، ھو، نبی، ھو، ھو، آخر الانبیاء.

یہ سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقدِ نکاح سے پہلے ہوا ہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بُصریٰ کی سوق میں پہنچتے ہیں، اور وہاں اپنے مقصدِ تجارت کو پورا فرماتے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ شریف پچیس برس ہوتی ہے، تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ کا نکاح ہوتا ہے۔

نبوت

اور جب چالیس برس کو پہنچتے ہیں، تو اللہ تعالی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی اعزاز وتکریم سے نوازتے ہیں اور آپ کے پاس جبریل امین پیغامِ رسالت لے کر پہنچتے ہیں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں ہوتے ہیں۔ الٰہی! ہمارے دلوں کو حرا بنا دے۔

وہاں دو پہاڑ ہیں: ثبیر اور حرا۔ کائنات بدربین اور غزوات کے جاں نثاروں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونے میں ایک دوسرے سے سبقت کرتی تھی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ثبیر پر ہیں، دشمن ستا رہے ہیں، اس دوران ثبیر عرض گذار ہے: **اِهْبِطْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْکَ عَلٰی ظَهْرِیْ فَیُعَذِّبَنِی اللّٰهُ** ۔ کہ آپ سے درخواست ہے کہ آپ میرے اوپر سے نیچے تشریف لے جایئے، کہ مجھے اس بات کا ڈر

ہے کہ میری پشت پر دشمنوں نے آپ کو قتل کر دیا اور میں آپ کو بچا نہ سکوں، تو کہیں اللہ مجھے عذاب نہ دے۔

پہاڑ بھی ایک دوسرے کی آواز سنتے ہیں، آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ ثبیر کی یہ آواز حرا نے سن لی۔ اس نے دور سے پکارا اِلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! ثبیر آپ سے معذرت خواہ ہے، اس لئے آپ میرے اوپر تشریف لے آیئے۔ گویا آپ کی خاطر مجھے سب کچھ گوارا ہے۔

اسی لئے ایک دوسرے موقع پر جب خلفاء کرام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حِرا پر ہیں، تو اس پر حال طاری ہو گیا کہ کتنا پیارا لمحہ، کہ میں محبوب کائنات اور محبوب رب العالمین کے قدم چوم رہا ہوں۔ تو حال طاری ہونے پر وہ ہل رہا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فرما رہے ہیں اُسْکُنْ یَاحِرَا! فَاِنَّ عَلَیْکَ نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَھِیْدٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت سے سرفراز کئے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تیرہ برس قیام فرماتے ہیں، اور اس مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بیت المقدس کی طرف استقبال فرما کر نماز پڑھتے رہے، لیکن اس طرح کہ کعبہ کی طرف پیٹھ نہیں ہوتی تھی، بلکہ کعبہ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے رکھتے تھے اور مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد سولہ یا سترہ مہینے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

تیرہ برس مکہ والوں کے بے پناہ مظالم برداشت کرنے کے بعد بحکم الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو مدینہ منورہ ہجرت کرنی پڑی۔

ہجرت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو ہجرت فرماتے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء میں ہیں اور راستہ بتانے والے عبد

اللہ بن اریقط لیثی ہیں، یہی دلیل اور ہادی تھے، لیکن ان کے مسلمان ہونے کا کوئی ثبوت میسر نہیں آسکا۔ اغلب یہ ہے کہ وہ کفر کی ہی حالت پر رہے۔

ہجرت کے سفر میں یہ تین رفقاء ہیں جو اپنا پیارا وطن چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ راستہ پر موت ان کا پیچھا کرتی رہی، مگر اللہ کی شان کہ ابھی دس برس نہیں گذرے کہ اب صرف مکہ والوں کو نہیں، روئے زمین کی تمام باطل پرست قوتوں کو للکارنے کے لئے تبوک کا سفر ہوتا ہے، تو تیس ہزار سے زیادہ فدائی ساتھ ہیں۔

اور ہجرت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر مظلومانہ ہے، اور تبوک کا مجاہدانہ، مگر آخری مکہ کا حجۃ الوداع کا سفر محبوبانہ انداز کا سفر ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں چاروں طرف، تا حد نظر جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلوے کے منتظر دور دور تک انسان ہی انسان ہیں۔ اور نبوی بارگاہ سے حجۃ الوداع کے لئے جاتے ہوئے اور آتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر ایک کے لئے پیار ہی پیار ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اسفار کا دل و دماغ کی گہرائیوں سے آپ مطالعہ فرمائیں اور اس کے بعد اِس طرح موازنہ فرمائیں تو لطف آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے لمحات کا صحیح مطالعہ کر کے ہر وقت دل و دماغ میں ہمیں بسانے کی اللہ توفیق دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دس برس قیام فرماتے ہیں۔ ان دس سالہ زندگی کی تفاصیل آگے مضامین میں معلوم ہوں گی، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور عمرہ اور حج کے اسفار، اور خصوصی طور پر اسلام کی دعوت کے خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملوک و سلاطین کے یہاں جن خدام کے ذریعہ مکاتیب گرامی ارسال فرمائے، اور عمومی دعوت اسلام کے لئے بھیجے جانے والے سرایا کی تعداد اور اس کے امراءِ لشکر، اور آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کے تین ازواج مطہرات حضرت خدیجۃ الکبری، حضرت سودہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے نکاح تو مکہ مکرمہ میں ہوئے، ان تین امہات المؤمنین کے علاوہ جو بقیہ نکاح ہوئے؛ ان تمام کی تفاصیل اگلے صفحات میں آپ ملاحظہ فرماسکیں گے۔

وفات

تریسٹھ برس کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتی ہے۔ پیر کے دن بارہ ربیع الأول کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہے اور بدھ کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین عمل میں آتی ہے، کل بارہ دن یا چودہ دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار رہے، اس بیماری کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

غسل دینے والوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس اور فضل بن عباس، قثم بن عباس، اسامہ بن زید، اور شقران، مؤخر الذکر دونوں حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی میں سے ہیں، انہوں نے غسل دیا اور غسل کے وقت اوس بن خولی انصاری موجود رہے۔

تین کپڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا جو یمن کے شہر سحول کے بنے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تین کپڑوں میں نہ قمیص تھا، نہ عمامہ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ مسلمانوں نے الگ الگ پڑھی، کسی نے امامت نہیں کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں آپ کے نیچے ایک سرخ چادر بچھائی گئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوڑھنے میں استعمال ہوا کرتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترنے والوں میں حضرت عباس، حضرت علی، حضرت

فضل بن عباس اور قثم اور شقران ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد آپ پر نو اینٹیں رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو بند کیا گیا۔

جس جگہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اسی بستر کی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا اور وہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قبر کھودی گئی اور قبر کے اندر لحد بنائی گئی اسی حجرہ میں جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ کا قیام تھا۔ پھر اسی حجرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعد میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی دفن ہوئے۔

مرحبا سیدِ مکی، مدنی العربی دل و جان باد فدایت چه عجب خوش لقبی

منِ بے دل بجمالِ تو عجب حیرانم الله الله چه جمال است بدیں بوالعجبی

چشمِ رحمت بکشا، سوئے من انداز نظر اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را بہتر از آدم و عالم تو چه عالی نسبی

ما ہمه تشنه لبانیم و توئی آبِ حیات رحم فرما که زحد می گذرد تشنه لبی

نسبتِ خود به سگت کردم وبس منفعلم زاں که نسبت به سگِ کوئے تو شد بے ادبی

عاصیانیم زما نیکئ اعمال مپرس سوئے ما روئے شفاعت بکن از بے سببی

سَیِّدِیْ، أَنْتَ حَبِیْبِیْ وَطَبِیْبُ قَلْبِیْ

آمده سوئے تو قدسؔی پئے درماں طلبی

حاجی جان محمد قدسی المتوفی: سنه ۱۰۶۵ھ

آدم کے لئے فخر یہ عالی نسبی ہے
مکی، مدنی ہاشمی ومطلبی ہے

پاکیزہ تر از عرش وسما، جنت وفردوس
آرام گہِ پاک رسولِ عربی ہے

آہستہ قدم، نیچی نگہ،پست صدا ہو
خوابیدہ یہاں روحِ رسولِ عربی ہے

اے زائر بیت نبوی یاد رہے یہ
بے قاعدہ یاں جنبشِ لب بے ادبی ہے

کیا شان ہے اللہ رے محبوب نبی کی
محبوب خدا ہے وہ جو محبوب نبی ہے

بجھ جائے ترے چھینٹوں سے اے ابرِ کرم آج
جو آگ مرے سینہ میں مدت سے دبی ہے

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادگان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **تین** صاحبزادے ہیں:

۱۔ **قاسم** جن سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے، جن کی ولادت نبوت سے پہلے مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی اور وہیں آپ نے وفات پائی جب کہ حضرت قاسم کی عمر دو برس تھی۔

۲۔ **عبداللہ**۔ حضرت عبداللہ، بعد از نبوت ان کی ولادت ہے

۳۔ **ابراہیم** جن کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی، اور مدینہ منورہ میں ۱۰ھ میں جب کہ ان کی عمر سترہ یا اٹھارہ مہینے تھی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں

۱۔ حضرت **زینب** ہیں جن کے شوہر ابوالعاص تھے، اور وہ ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے اور حضرت زینب کے خالہ زاد بھائی سے ان کا پہلا رشتہ تھا، ان سے نکاح ہوا، اور ان سے جو اولاد ہوئیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ **علی** جو بچپن میں فوت ہو گئے۔

۲۔ **امامہ** جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں بھی اٹھا لیتے تھے۔ یہی حضرت امامہ جن سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد نکاح کیا تھا۔

○

۲۔ حضرت **فاطمہ** جن کے شوہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تین صاحبزادے ہیں:

۱۔حسن

۲۔حسین

۳۔محسن

اور محسن بچپن میں وفات پا گئے تھے

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دو صاحبزادیاں میں:

۱۔ام کلثوم جن سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کیا تھا۔

۲۔حضرت زینب جن سے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا تھا۔

○

۳۔حضرت **رقیہ** ہیں جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں، انہیں کے یہاں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا ہے۔اور حضرت رقیہ کے ایک صاحبزادہ بھی ہیں حضرت عبداللہ، اسی سے ان کو ام عبداللہ کہا جاتا تھا۔

○

۴۔حضرت **ام کلثوم** ہیں۔حضرت رقیہ کی وصال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تھا، ان کی بھی آپ کے یہاں وفات ہوئی۔

○

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں **چار** ہیں، اس پر سب کا اتفاق ہے، اور صاحبزادوں میں بھی صحیح قول ہے کہ تین صاحبزادے تھے اور ایک دوسرا قول یہ ہے کہ چار تھے اور تیسرا قول یہ ہے کہ پانچ تھے کہ طیب اور طاہر دونوں الگ الگ نام ہیں، اگرچہ صحیح قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تین تھے۔طیب اور طاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت عبداللہ کے القاب تھے جن کی ولادت بعد از نبوت ہوئی۔

سب سے پہلے ولادت حضرت قاسم کی ہے اسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم

ہے پھر حضرت زینب، ان کے بعد رقیہ، ان کے بعد فاطمہ، ان کے بعد ام کلثوم، پھر حضرت عبد اللہ مکہ مکرمہ میں نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں حضرت ابراہیم کی ولادت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے حضرت خدیجہ سے ہیں۔ صرف حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ سے ہیں اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد آپ کے وصال سے پہلے فوت ہو چکی تھیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد وفات پا گئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے

۱۔ ام المؤمنین حضرت **خدیجہ بنتِ خویلد** رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ شریف پچیس برس تھی۔ حضرت خدیجہ آپ کے ساتھ رہیں، اسی دوران اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے سچے مشورے دینے والی تھیں۔

ہجرت سے تین سال قبل آپ کی وفات ہوئی، یہ قول سب سے زیادہ صحیح ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ پانچ سال پہلے، تیسرا یہ کہ ہجرت سے چار سال پہلے حضرت خدیجہ کی وفات ہے۔

○

۲۔ ام المؤمنین حضرت **سودہ**: حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے نکاح فرمایا۔

اور حضرت سودہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں جو سہیل بن

عمرو کا بھائی ہے۔اور حضرت سودہ کو ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تھا،لیکن حضرت سودہ نے اپنی باری حضرت عائشہ کو ہبہ کردی،اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ کو اپنے پاس نکاح میں رہنے دیا۔

○

۳۔ام المؤمنین حضرت **عائشہ** رضی اللہ تعالی عنہا۔ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں، ہجرت سے دو سال قبل نکاح فرمایا۔ایک قول یہ ہے کہ تین سال پہلے جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی عمر چھ یا سات برس تھی اور ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو برس تھی اور ہجرت کے سات مہینے بعد یا اٹھارہ مہینے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بناء فرمائی اور رخصتی ہوئی ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ برس تھی۔آپ کی مدینہ منورہ ہی میں وفات ہوئی اور بقیع میں مدفون ہیں،بقیع کی تدفین کی خود آپ نے وصیت فرمائی تھی۔

آپ کی وفات سنہ اٹھاون یا سنہ ستاون ہجری میں ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اور آپ کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی باکرہ عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

آپ کی کنیت ام عبداللہ تھی جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بچہ کا ان کو اسقاط ہوگیا تھا، اس لئے آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے اگر چہ اس روایت کی صحت میں کلام ہے۔

○

۴۔ام المؤمنین حضرت **حفصہ** بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح فرمایا۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہ

خنیس بن حذافہ کے نکاح میں تھیں،اور حضرت خنیس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں،اور بدر میں شریک ہوئے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

اور مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق دی،تو جبرئیلِ امین نے آ کر اللہ تعالی کا حکم پہنچایا کہ اِنَّ اللّٰہَ یَأمُرُکَ اَنْ تُرَاجِعَ حَفْصَۃَ، کہ اللہ کا حکم ہے کہ آپ حفصہ سے رجوع فرما لیں،فَاِنَّھَا صَوَّامَۃٌ، قَوَّامَۃٌ وَ اِنَّھَا زَوْجَتُکَ فِی الْجَنَّۃِ، بہت زیادہ وہ روزے رکھنے والی، بہت قیام کرنے والی ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت میں بھی بیوی رہے گی۔

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمر کو طلاق دی، یہ اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی، تو اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگے اور فرمانے لگے کہ اب اللہ تعالی عمر اور اس کی بیٹی کی کیا پرواہ کرے گا؟ اس طلاق کے بعد، اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبرئیل امین حاضر ہوئے اور اللہ تعالی کا یہ حکم پہنچایا کہ اللہ عز وجل آپ کو یہ حکم دیتے ہیں کہ آپ حفصہ سے حضرت عمر پر ترس کھاتے ہوئے رجوع کر لیں۔

حضرت حفصہ کی وفات سنہ ستائیس ہجری یا سنہ اٹھائیس ہجری میں ہوئی ہے جسے عامِ افریقیہ کہا جاتا ہے۔

○

۵۔**ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا**۔آپ کا اسمِ گرامی رملہ بنت صخر ہے، آپ نے اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی ہجرت بھی کی ہے مگر عبید اللہ بن جحش حبشہ پہنچ کر نصرانی ہو گئے اور اللہ تعالی نے ام حبیبہ کے اسلام کو باقی رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا، جب کہ آپ ابھی حبشہ ہی میں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجاشی نے چار سو دینار مہر بھی عطا فرمایا تھا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کو انہی کے خاطر حبشہ بھیجا تھا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ام حبیبہ کی طرف سے ولی بن کر نکاح کو قبول کیا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ خالد بن سعید بن العاص نے ولی بن کر ایجاب وقبول کیا تھا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی وفات سن چوالیس ہجری میں ہے۔

○

۶۔ام المؤمنین **ام سلمہ** رضی اللہ عنہا۔آپ کا اسمِ گرامی ہند بنت امیہ ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد کے نکاح میں تھیں۔

آپ کی وفات سنہ ۶۲ ہجری میں ہے اور مدینہ منورہ میں بقیع میں مدفون ہیں، اور ازواجِ مطہرات میں سب سے اخیر میں وفات حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ہے، اگرچہ ایک قول یہ ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات سب سے اخیر میں ہوئی ہے۔

○

۷۔ام المؤمنین حضرت **زینب بنت جحش** رضی اللہ عنہا۔یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت امیمہ کی بیٹی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ اور غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

زید بن حارثہ نے آپ کو طلاق دی، پھر آسمانوں کے اوپر سے اللہ تعالی نے حضرت زینب کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرایا اور روئے زمین پر ایجاب وقبول کی مجلسِ نکاح منعقد نہیں ہوئی، اور یہ صحیح روایت میں ہے کہ حضرت زینب ازواجِ مطہرات سے کہا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے آباء واجداد نے کروایا اور میرا نکاح ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اللہ تبارک وتعالی نے کرایا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات مدینہ منورہ میں سنہ بیس ہجری میں ہے اور بقیع میں مدفون ہیں۔

○

۸۔ام المؤمنین حضرت **زینب بنت خزیمہ** رضی اللہ عنہا۔ ان کا لقب ام المساکین ہے کہ مساکین کو کثرت سے کھانا کھلایا کرتی تھیں اور یہ عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں اور یہ بھی کہا گیا کہ عبدالطفیل بن حارث کے نکاح میں تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت خزیمہ سے ہجرت کے بعد تیسرے سال میں نکاح فرمایا ہے، لیکن نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت تھوڑی مدت وہ رہ سکیں، صرف دو مہینے یا تین مہینے رہ سکیں، پھر وفات پا گئیں۔

○

۹۔ام المؤمنین حضرت **جویریہ** بنت حارث رضی اللہ عنہا۔ جو غزوۂ بنو مصطلق میں سبایا میں شامل ہو کر آئی تھیں پھر پہلے تو ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں گئیں، حضرت ثابت نے آپ کو مکاتب بنایا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بدلِ کتابت ادا فرمایا اور ہجرت کے چھٹے سال میں ان سے نکاح فرمایا۔

سنہ چھپن ہجری ربیع الأول میں آپ کی وفات ہے۔

○

۱۰۔ام المؤمنین حضرت **صفیہ** بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا جو حضرت موسی علیہ الصلوۃ و السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے اولاد میں سے ہیں جو غزوۂ خیبر میں قید کی گئی تھیں، قیدیوں میں شامل ہو کر آئی تھیں۔

ہجرت کے ساتویں سال یہ غزوہ ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہ کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کروایا تھا اور حضرت صفیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد فرما دیا تھا اور آپ کی آزادی ہی آپ کا مہر قرار پائی تھی۔

سنہ تیس ہجری یا سنہ پچاس ہجری میں آپ کی وفات بیان کی گئی ہے۔

○

۱۱۔ام المؤمنین حضرت **میمونہ** بنت حارث رضی اللہ عنہا۔ جو حضرت خالد بن ولید اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ سے سرِف میں نکاح فرمایا تھا اور سرِف ہی میں آپ کی رخصتی ہوئی ہے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہیں اور سرِف مکہ مکرمہ سے نو میل پر ایک پانی کے چشمہ کا نام تھا۔ امہات المؤمنین میں سب سے اخیری نکاح حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ہے۔

آپ کی وفات سنہ تریسٹھ ہجری میں ہے۔

یہ تمام ازواجِ مطہرات وہ ہیں کہ جن سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت زوج مطہر تنہائی میں تشریف لے گئے ہیں اور خلوت فرمائی ہے، جو گیارہ ہیں۔ اور سات وہ ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقدِ نکاح فرمایا لیکن ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت زوج مطہر خلوت نہیں فرمایا یا تنہائی میں تشریف نہیں لے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ چچا ہیں:

۱۔ **حارث** جو عبد المطلب کے سب سے بڑے بیٹے ہیں، انہی سے عبد المطلب کی کنیت ابو الحارث ہے۔ آپ کے چچا حارث کی اولاد میں سے اور ان کی اولاد کی اولاد میں سے ایک جماعت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

○

۲۔ دوسرے چچا **قثم** جو بچپن میں فوت ہو گئے تھے، ان کی اور حارث کی ماں ایک تھی۔

○

۳۔تیسرے چچا **زبیر** بن عبدالمطلب جو قریش کے سرداروں میں سے تھے اور ان کے بیٹے **عبد اللّٰہ بن زبیر** ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں بھی شریک رہے اور وہاں بڑی ثبات قدمی سے لڑے اور اجنادین میں شہادت پائی۔ اجنادین میں شہادت بھی ایسے پائی کہ آپ کے چاروں طرف سات لاشیں پڑی تھیں جن کو حضرت عبداللہ بن زبیر نے قتل کیا تھا، ان کو قتل کرنے کے بعد پھر آپ کی شہادت ہوئی ہے۔

زبیر بن عبدالمطلب کی اولاد یہ ہیں:

۱۔**عبد اللّٰہ بن زبیر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ **ضباعہ بنت زبیر** رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو صحابیہ ہیں۔

۳۔**ام الحکم بنت الزبیر** رضی اللہ تعالیٰ عنہا، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بھی کرتی ہیں۔

○

۴۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے چچا **حمزہ** بن عبدالمطلب ہیں جن کا لقب اسداللہ اور اسد الرسول ہے، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی ہیں، ابتدائی اسلام میں سب سے پہلے اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں ہیں اور آپ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور بدر میں شریک ہوئے اور احد میں آپ نے شہادت پائی اور آپ کی اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی۔

○

۵۔ پانچویں چچا **عباس** بن عبدالمطلب جن کی کنیت ابوالفضل ہے۔آپ نے بھی اسلام قبول کیا اور اسلام لانے کے بعد بھی بڑی خوبیوں کے مالک رہے، مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین برس بڑے تھے۔

حضرت عباس کے دس بیٹے تھے، **فضل، عبداللّٰہ، قثم** یہ تینوں صحابی بھی ہیں۔

حضرت عباس نے سنہ بتیس میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

○

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں میں سے صرف دو، حضرت عباس اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسلام قبول کیا ہے۔

○

۶۔ چھٹے چچا **ابو طالب** بن عبد المطلب جن کا نام عبد مناف ہے اور ابو طالب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کے حقیقی بھائی ہیں کہ دونوں کی حضرت عبد اللہ اور ابو طالب کی ماں ایک ہیں۔ حضرت عبد اللہ اور ابو طالب کی ایک بہن تھی عاتکہ جنہوں نے بدر کے بارے میں خواب دیکھا تھا اور تینوں حضرت عبد اللہ حضرت ابو طالب اور عاتکہ کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ تھیں۔

ابو طالب کی اولاد یہ ہیں:

۱۔ طالب ہے جنہوں نے کفر کی حالت میں انتقال کیا

۲۔ حضرت عقیل،

۳۔ حضرت جعفر،

۴۔ حضرت علی،

۵۔ حضرت ام ھانی ہیں، اور حضرت ام ہانی کا نام فاختہ ہے، بعضوں نے ہند بھی بیان کیا ہے۔

ان چاروں کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

نیز ابو طالب کی اولاد میں

۶۔ جمانہ نام کی بیٹی کا بھی ذکر آتا ہے۔

○

۷۔سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں چچا **ابولہب** جس کا نام عبدالعزیٰ تھا، حضرت عبدالمطلب نے یہ کنیت بچپن سے دی تھی کہ ابولہب کا چہرہ بڑا حسین تھا۔

ابولہب کی اولاد یہ ہیں:

۱۔عتبہ

۲۔ **معتّب** جنہوں نے جنگ حنین میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدمی دکھائی تھی۔

۳۔اوران دونوں کی بہن **درّہ** ہیں، ان تینوں کوصحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۴۔ابولہب کا ایک لڑکا **عتیبہ** جسے ملکِ شام کے سفر میں زرقاء نامی جگہ پر شیر نے چیر پھاڑ دیا تھا اور کفر کی حالت میں وہ مرا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا کے نتیجہ میں شیر نے اسے پھاڑا تھا۔

○

۸۔سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھویں چچا **عبدالکعبہ** ہیں۔

○

۹۔نویں چچا **حجل** جن کا نام مغیرہ ہے۔

○

۱۰۔دسویں چچا **ضرار**؛ یہ حضرت عباس کے ماں کی طرف سے سگے بھائی ہیں۔

○

۱۱۔گیارھویں چچا **غیداق**۔غیداق قریش میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور سب سے زیادہ کھانا کھلانے والے تھے۔اس لئے انہیں غیداق کہا جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھوپھیاں ہیں:

۱۔پہلی پھوپھی **صفیہ** بنت عبدالمطلب، جو اسلام لائیں، جنہوں نے ہجرت کی اور یہی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں جن کی وفات مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دورِ خلافت میں ہوئی اور یہ اور حضرت حمزہ دونوں ایک ماں سے ہیں، دونوں اخیافی بھائی بہن ہیں۔

○

۲۔دوسری پھوپھی **عاتکہ** بنت عبدالمطلب بعضوں نے کہا کہ انہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور انہوں نے بدر کے بارے میں خواب بھی دیکھا تھا۔ یہ ابوامیہ کے نکاح میں تھیں

ان کی اولاد یہ ہیں:

۱۔حضرت **عبد اللّٰہ** جو اسلام لائے اور صحابی بنے۔

۲۔**زهیر**

۳۔**قریبه کبریٰ**

○

۳۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری پھوپھی **اروی** بنت عبدالمطلب جو عمیر بن وہب کے نکاح میں تھیں، ان کی اولاد میں **طلیب بن عمیر** ہیں، مہاجرین اولین میں سے ہیں، بدر میں بھی شریک ہوئے اور اجنادین میں شہادت پائی ہے، حضرت طلیب کی کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔

○

۴۔چوتھی پھوپھی **امیمہ** بنت عبدالمطلب، جو جحش بن رئاب کے نکاح میں تھیں، جن سے:

۱۔**عبد اللّٰہ** کی ولادت ہوئی جو احد میں شہید ہوئے۔

۲۔**ابو احمد الاعمیٰ الشاعر** مشہور ہیں اور ان کا نام عبد ہے۔

۳۔حضرت امیمہ کی بیٹی حضرت زینب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین

حضرت زینب ہیں۔

۴۔اور دوسری بیٹی حبیبہ ہیں۔

۵۔تیسری حمنہ ہے،سب کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۶۔ایک بیٹے حضرت امیمہ کے **عبید اللّٰہ بن جحش** جو اسلام لائے تھے، پھر نصرانیت اختیار کر لی تھی اور حبشہ میں کفر کی حالت میں وفات پائی۔

○

۵۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں پھوپھی **برّہ** یہ عبدالاسد کے نکاح میں تھیں، ان کے بیٹے **ابو سلمہ** ہیں جن کا نام عبداللہ ہے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کے شوہر تھے۔حضرت برہ نے عبدالاسد کے بعد ابورہم سے نکاح کیا تھا اور ان کے لڑکے **ابو عبرہ بن ابی رھم** ہیں۔

○

۶۔چھٹی پھوپھی **ام الحکیم** ان کا نام بیضاء بنت عبدالمطلب ہے جو کریز بن ربیعہ کے نکاح میں تھیں۔ان کی اولاد میں **اروئ بنت کریز** ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمرے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج فرمائے؟ تو حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک حج اور چار عمرے فرمائے ہیں۔

۱۔عمرۃ الحدیبیہ: جس وقت مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ سے روک دیا تھا۔

۲۔عمرۃ القضاء کا عمرہ۔

۳۔وہ عمرہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے فرمایا، جس سفر میں جعرانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے اموالِ غنیمت تقسیم فرمائے تھے جوذی القعدہ میں ہوا تھا۔

۴۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمرہ جو حج کے ساتھ ہوا ہے۔

یہ ایک حج اور چار عمرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد ہیں البتہ مکہ مکرمہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج بھی فرماتے رہے اور عمرہ بھی فرماتے رہے، ان کی تعداد محفوظ نہیں ہے۔ اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے حج فرمایا، حجۃ الوداع، تو اسی حج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کو الوداع فرما دیا تھا، اور فرمایا تھا کہ **عَسٰی اَنْ لَا تَرَوْنِی بَعْدَ عَامِی ھٰذا،** ہوسکتا ہے کہ اس سال کے بعد تم مجھے روئے زمین پر نہ دیکھ پاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس پچیس غزوات میں شرکت فرمائی، یہ مشہور قول ہے اگرچہ دوسرا قول ستائیس غزوات کا بھی ہے اور سرایا کی تعداد پچاس یا پچاس کے قریب ہے۔ ان تمام میں صرف نو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتال کی نوبت آئی، وہ یہ ہیں:

۱۔بدر

۲۔احد

۳۔خندق

۴۔بنی قریظہ

۵۔بنو مصطلق

۶۔خیبر

۷۔فتح مکہ

۸۔حنین

۹۔طائف۔

دوسرا قول یہ ہے کہ وادیِ قری اور الغابہ اور بنونضیر میں بھی قتال ہوا ہے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتابت کی خدمت انجام دینے والے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتابت کی خدمت انجام دینے والے حضرات یہ ہیں:

۱۔صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ

۲۔عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ

۳۔عثمانِ غنی رضی اللہ تعالی عنہ

۴۔علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالی عنہ

۶۔عبداللہ بن ارقم زہری رضی اللہ تعالی عنہ

۷۔ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ

۸۔ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالی عنہ

۹۔خالد بن سعید رضی اللہ تعالی عنہ

۱۰۔حنظلہ بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ

۱۱۔زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ

۱۲۔معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ

۱۳۔شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالی عنہ

۱۴۔ابان بن سعید رضی اللہ تعالی عنہ

۱۵۔ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۶۔زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۷۔عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۸۔ابورافع قبطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۹۔خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۰۔السجل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۱۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۲۔علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۳۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۴۔مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۵۔علاء بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۶۔عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۷۔ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۸۔ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۹۔بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۰۔جہیم بن الصلت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۱۔الحصین بن نمیر النمیر ی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۲۔حویطب بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۳۔خالد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۴۔سعید بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۵۔سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۶۔طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالی عنہ
۳۷۔ابو سلمۃ المخزومی رضی اللہ تعالی عنہ
۳۸۔ابان بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ
۳۹۔حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالی عنہ
۴۰۔حاطب بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ
۴۱۔سعید بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ
۴۲۔عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ
۴۳۔عبد اللہ بن عبد الاسد رضی اللہ تعالی عنہ
۴۴۔عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ
۴۵۔عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی ابن سلول رضی اللہ تعالی عنہ
۴۶۔معیقیب بن ابی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہ
۴۷۔معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ
۴۸۔یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ
۴۹۔عمرو بن حزم رضی اللہ تعالی عنہ
۵۰۔حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ تعالی عنہ

ان تمام نے کتابت کی خدمت انجام دی ہے۔مگر اس خدمت کے زیادہ مواقع جن کے لئے میسر آئے اور جنہوں نے طویل عرصہ کتابت کی خدمت انجام دی وہ دو صاحبان ہیں: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور قاصد جن صحابہ کرام کو بھیجا

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو بطورِ قاصد بھیجا ان میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری ہیں جنہیں نجاشی کے پاس قاصد بنا کر بھیجا گیا۔نجاشی کا اسم گرامی اصحمہ ہے اور اصحمہ کے معنی عربی میں عطیہ کے ہوتے ہیں۔

حضرتِ نجاشی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ گرامی اپنے ہاتھوں میں لیا، دونوں آنکھوں پر اسے رکھا، اپنے تختِ شاہی سے نیچے اتر آئے ، زمین پر بیٹھ گئے اور اسلام قبول کیا اور آخر تک آپ کا اسلام ترقی پذیر رہا۔اگرچہ آپ حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کے سامنے ہی اس مکتوبِ گرامی سے پہلے ہی اسلام لا چکے تھے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نجاشی کی ،جس دن ان کی وفات ہوئی ہے تو نمازِ جنازہ پڑھی ہے، اور یہ بھی روایات میں بیان کیا گیا کہ حضرت نجاشی کی قبر پر برابر نور کی روشنی دیکھی جاتی رہی۔

حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ روم قیصر کی طرف قاصد بنا کر بھیجا، قیصر کا نام ہرقل تھا۔اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے متعلق سوالات کئے اور اس کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت ثابت ہوگئی اور اسلام لانے کا اس نے ارادہ کیا ،مگر رومیوں نے ان سے موافقت نہیں کی ،اس لئے اپنی سلطنت پر خوف کرتے ہوئے وہ اسلام لانے سے رک گیا۔

حضرت عبد اللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ فارس کسری کی طرف قاصد بنا کر بھیجا، جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کے ٹکڑے کر دئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا تھا مَزَّقَ اللّٰہُ مُلْکَہُ، اللہ اس کی سلطنت کو بھی پارہ پارہ کر دے۔ چنانچہ اس کی سلطنت بھی پارہ پارہ اللہ نے فرمائی اور اس کی قوم کی طرف وہ سلطنت منتقل نہیں ہوئی، بلکہ اس کی قوم کی سلطنت بھی ہمیشہ کے لئے چلی گئی۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاطب بن ابی بلتعہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکندریہ کے بادشاہ اور مصر کے بادشاہ مقوقس کی طرف قاصد بنا کر بھیجا۔ اس نے اچھی باتیں کہیں اور اسلام لانے کے وہ قریب پہنچ گئے تھے مگر اسلام نہیں لا سکے۔

پھر بھی انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، بطور ہدیہ کے حضرت ماریہ قبطیہ اور آپ کی بہن سیرین کو بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیرین حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہبہ فرمادی جن سے عبد الرحمٰن بن حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عُمان کے دو بادشاہ جیفر بن جلندی اور عبد بن جلندی کے پاس قاصد بنا کر بھیجا۔ حقیقۃً تو بادشاہ جیفر تھا، یہ عبد اور جیفر دونوں اسلام میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو کام سپرد کئے۔

ایک یہ کہ آپ صدقات کا انتظام فرمائیں اور دوسرے ہمارے درمیان حکمِ اسلام اور شریعت

کا نفاذ فرماویں۔ چنانچہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ان کے پاس رہے۔

حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلیط بن عمرو العامری کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوذہ بن علی حنفی کے پاس یمامہ قاصد بنا کر بھیجا۔ اس نے حضرت سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا اکرام فرمایا، آپ کی ضیافت کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کے جواب میں لکھا کہ جن چیزوں کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں وہ کتنی پیاری، کتنی عمدہ ہیں اور میں بھی میری قوم کا خطیب اور شاعر ہوں، تو میرے لئے بھی آپ اس امرِ نبوت میں کوئی حصہ رکھ دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار فرمایا اور ہوذہ بن علی نے اسلام قبول نہیں کیا اور فتحِ مکہ کے سال وہ اسی کفر کی حالت میں مر گیا۔

حضرت شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شجاع بن وہب اسدی کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن ابی شمر الغسانی، بلقاء کے بادشاہ کے پاس بھیجا، بلقاء جو شام کے علاقہ میں ہے۔

حضرت شجاع فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس پہنچا اس حال میں کہ وہ غوطۂ دمشق میں تھا، تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کو پڑھا، پھر اسے پڑھ کر پھینک دیا اور اس نے کہا کہ میں ان پر حملہ کرنے جا رہا ہوں اور اس نے اس کا پختہ ارادہ کیا، مگر قیصر نے جس کی ماتحتی میں یہ حارث بن ابی شمر الغسانی تھا، تو قیصر نے ایسا کرنے سے اسے روک دیا۔

حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث حمیری کے پاس قاصد بنا کر بھیجا جو یمن کے بادشاہوں میں سے ایک تھے۔

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساوی بحرین کے بادشاہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ ایک گرامی نامہ بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی، چنانچہ وہ اسلام لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ یمن کی طرف بھیجا تھا کہ وہاں جا کر اسلام کی دعوت دیں۔ چنانچہ سارا ملک، وہاں کے تمام باشندے خوشی خوشی بغیر کسی قتال اور جبر کے، بغیر کسی قتال اور مقابلہ کے اسلام میں داخل ہوئے۔

حریۃ الاصل آزاد حضرات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام

۱۔انس بن مالک بن نضر الانصاری رضی اللہ عنہ

۲۔ہند اور

۳۔اسماء جو دونوں حارثہ اسلمی کے بیٹے ہیں

۴۔ربیعہ بن کعب

۵۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب النعلین مشہور ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جانے کے لئے کھڑے ہوتے، تو وہ نعلین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہناتے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو جاتے تو انہیں اپنے ہاتھوں میں پہن لیتے۔ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جانے کے لئے کھڑے نہ

ہوتے، وہاں تک اپنے پاس رکھتے۔

۶۔عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خچری کی خدمت ان کے سپرد تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خچری کو اسفار میں یہ لے کر چلتے تھے۔

۷۔ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن بھی ہیں۔

۸۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔

۹۔ ذومخمر جو شاہ حبشہ نجاشی کے بھتیجے یا بھانجے ہوتے ہیں، ان کا نام مخمر میم کے ساتھ یا مخبر با کے ساتھ دو طرح سے ضبط کیا گیا ہے۔

۱۰۔بکیر بن شداخ اللیثی ،بعضوں نے ان کا نام بکیر کے بجائے بکر بھی بتایا ہے۔

۱۱۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ۔

۱۲۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے خاص طور پر ہجرت کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی خدمت فرمائی تھی۔

۱۳۔اسلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۔حبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۔عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۶۔قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۷۔مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۸۔مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۹۔مہاجر مولی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲۰۔ ہلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱۔اربد بن حمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۲۔اسود بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳۔جدرجان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴۔جراح بن جرجان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۵۔ثعلبہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶۔سالم مولیٰ ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۷۔نعیم بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۸۔ابواسمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام

۱۔زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور

۲۔ان کے بیٹے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت اسامہ کو الحِبّ بن الحِبّ کہا جاتا تھا۔

۳۔ثوبان بن بُجدد، ان کا نسب یمن میں ہے۔

۴۔ابوکبشہ یہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، ان کا نام سلیم تھا، اور بدر میں شریک ہوئے۔ بعضوں نے کہا کہ یہ دوس کے علاقہ میں پیدا ہوئے،

۵۔انسہ ہیں جو سراۃ کے علاقہ سے ہیں، وہاں کی پیدائش ہے۔

۶۔شقران حبشی جن کا نام صالح تھا

۷۔رباح اسود

۸۔یسار نوبی

۹۔ابورافع ہیں جن کا نام اسلم ہے، بعضوں نے ابراہیم نام بتایا ہے، یہ حضرت عباس کے غلام تھے۔حضرت عباس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں آزاد فرما دیا تھا۔

۱۰۔ابومویہبہ ہیں جومزینہ سے ہیں ۔

۱۱۔فضالہ ہیں جوشام جاکرآباد ہوگئے تھے۔

۱۲۔رافع ہیں جوسعیدابن العاص کی مِلک میں تھے،جب ان کی اولادان کی وارث ہوئیں،تو بعضوں نے ان کوآزادکیا،بعضوں نے ان کوآزادنہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت رافع حاضرہوئے،مدد کے طالب ہوئے، سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاطر آپ کی مدد میں ان کو ہبہ کر دیا تھا۔اس لئے یہ اپنے متعلق حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے **انا مولیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم**، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولیٰ اور غلام ہوں۔

۱۳۔مدعم اسودجن کورفاع ابن زید نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہبہ کیا تھا،جنہیں وادیِ قریٰ میں قتل کیا گیا تھا۔

۱۴۔کرکرہ،جونبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر متعین ہوا کرتے تھے۔

۱۵۔حضرت زید ہیں جو ہلال ابن یسارابن زید کے جدامجد ہیں

۱۶۔عبید

۱۷۔طہمان یا کیسان یامہران یاذکوان یامروان

۱۸۔مأبورالقبطی حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جنہیں مقوقس نے ہدیہ کیا تھا

۱۹۔واقد

۲۰۔ابوواقد

۲۱۔ہشام

۲۲۔ابوضمیرہ

۲۳۔حنین

۲۴۔ابوعسیب اورآپ کا نام احمر ہے

۲۵۔ابوعبید

۲۶۔ایمن بن عبید

۲۷۔باذام

۲۸۔رویفع

۲۹۔سلمان فارسی

۳۰۔ضمیرہ بن ابی ضمیرہ حمیری

۳۱۔قفیز

۳۲۔نفیع بن حارث

۳۳۔ابوحمراء

۳۴۔ابوسلمٰی یا ابوسلاّم جن کا نام حارث تھا

۳۵۔ابوصفیہ

۳۶۔اور سفینہ ہیں جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، پھر ام المؤمنین حضرت ام سلمہ نے آپ کو آزاد کر دیا تھا، اور آپ پر شرط کی تھی کہ عمر بھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہیں گے۔انہوں نے عرض کیا، حضرت سفینہ نے، کہ اگر آپ مجھ پر شرط نہ کرتیں تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی چھوڑ نہیں سکتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تمام مشہور موالی اور آزاد کردہ غلام ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیاں

۱۔سلمٰی جو حضرت رافع کی ماں ہیں۔

۲۔ برکتہ ام ایمن ہیں، حضرت ام ایمن کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والد ماجد حضرت

عبداللہ کی طرف سے وارث ہوئے۔ اور یہ ام ایمن برکہ، یہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں

۳۔ میمونہ بنت سعد

۴۔ خضرہ

۵۔ رضوی

۶۔ امۃ اللہ بنت رزینہ

۷۔ امیمہ

۸۔ خلیسہ

۹۔ خولہ

۱۰۔ ام ضمیرہ

۱۱۔ ام عیاش

۱۲۔ رزینہ

۱۳۔ ریحانہ

۱۴۔ زرینہ

۱۵۔ سائبہ

۱۶۔ سدیسہ

۱۷۔ سلامہ

۱۸۔ سیرین

۱۹۔ عنقودہ

۲۰۔ لیلی

۲۱۔ میمونہ بنت ابی عسیب

۲۲۔اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذنین

۱۔حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نابینا تھے۔یہ دونوں حضرات باری باری مدینہ منورہ میں اذان دیا کرتے تھے۔

۳۔حضرت سعد قرظی جو قبا میں اذان دیا کرتے تھے

۴۔حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکہ مکرمہ میں اذان دیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربان

۱۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت رباح اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔حضرت انسہ بن بادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرہ دار

۱۔حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ خندق کے روز آپ کے پہرہ دار بنے۔

۲۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔

۳۔حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ احد میں پہرہ دیا۔

۴۔حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

۵۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

۶۔حضرت ذکوان بن عبد القیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ تینوں حضرات وادی قری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرہ دار بنے۔

۷۔حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر عریش میں پہرہ داری کی خدمت انجام دی۔

۸۔حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرہ دار تھے۔

جب آیت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرہ دینے والوں کو منع فرما دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء الجیش

۱۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰۔سیدنا مالک بن نویرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱۔سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۲۔سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۳۔سیدنا صرد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۴۔سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۵۔سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۶۔سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۷۔سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۸۔سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۹۔سیدنا منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۰۔سیدنا علقمہ بن مجزز رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۱۔سیدنا قطبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۲۔سیدنا عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۳۔سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۴۔سیدنا عیینہ بن حصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۵۔سیدنا کعب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۶۔سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۷۔سیدنا ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۸۔سیدنا زبرقان بن بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۹۔سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۔سیدنا شجاع بن ابی وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۱۔سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۲۔سیدنا زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۳۔سیدنا غالب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۴۔سیدنا کرز بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۵۔سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۶۔سیدنا ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۷۔سیدنا عامر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مختلف علاقوں کے گورنر

۱۔سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔سیدنا زبرقان بن بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔سیدنا مالک بن نویرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۔سیدنا مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۔سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزراء

آسمان والوں میں سے:

۱۔حضرت جبریل امین علیہ السلام

۲۔حضرت میکائیل علیہ السلام

زمین والوں میں سے:

۱۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جن صحابہ کرام کو قاضی بنایا گیا

۱۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ

۲۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امانت اور اخراجات کا حساب رکھنے والے صحابہ کرام

۱۔حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدود کی تفتیش کرنے والے اور نافذ کرنے والے صحابہ کرام

۱۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ

۲۔حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز داں

۱۔حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔حضرت فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مویشیوں کے چَرانے والے

۱۔سیدنا ابو سلمیٰ یا ابو سلاّم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو عرنیین نے قتل کیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو ضروریات کے ذمہ دار

۱۔سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے اٹھانے والے

۱۔سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریاں تیار کرنے والے

۱۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شعراء

۱۔سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چپّل سنبھالنے والے

۱۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کے حدی خواں

۱۔حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کن کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی

۱۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب

۱۔حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جن حضرات کو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہری اعضاء میں کسی درجہ میں مشابہت تھی:

☆ ابوالبشر سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

☆ سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

☆ حضرات حسنین: سیدنا حسن ابن سیدنا علی اور سیدنا حسین ابن سیدنا علی رضی اللہ عنہم

☆ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

☆ سیدنا ابراہیم ابن حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

☆ سیدنا جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

☆ سیدنا عون ابن سیدنا جعفر رضی اللہ عنہما

☆ سیدنا عبداللہ ابن سیدنا جعفر رضی اللہ عنہما

☆ سیدنا قثم ابن سیدنا عباس رضی اللہ عنہما

☆ سیدنا ابوسفیان ابن نوفل ابن الحارث ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

☆ سیدنا محمد ابن سیدنا عقیل ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما

☆ سیدنا مسلم ابن سیدنا عقیل ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما

☆ سیدنا سائب ابن یزید رضی اللہ عنہ

☆ سیدنا شافع ابن سیدنا سائب ابن یزید رضی اللہ عنہما

☆ حضرت عبداللہ ابن عامر ابن کُریز العبشمی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت کابس ابن ربیعۃ بن عدی

☆ حضرت علی ابن نجاد ابن رفاعۃ الرفاعی الیشکری

☆ حضرت قاسم ابن عبداللہ ابن محمد ابن عقیل رضی اللہ عنہم

☆ حضرت عبداللہ ابن محمد ابن سیدنا عقیل ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم

☆ حضرت قاسم ابن محمد رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت ابراہیم ابن عبداللہ ابن الحسن ابن الحسن ابن امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم

☆ حضرت یحییٰ ابن قاسم ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن الحسین ابن سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم

☆ حضرت عبید اللہ ابن ابی طلحۃ الخولانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت مسلم ابن معتّب ابن ابی لہب رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت قتادۃ ابن دعامۃ رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شہاب الدین الرملی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اسماء گرامی کو نظم فرمایا ہے:

بِالْمُصْطَفٰی شُبِّہَ بَعْضُ النَّاسِ   فَاحْفَظْهُمْ وَلَا تَكُنْ بِالنَّاسِیْ

فَاطِمَةُ الزَّهْرَآءُ وَابْنَاهَا الْحَسَنْ   ثُمَّ حُسَیْنٌ وَكِلَاهُمَا حَسَنْ

وَابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِبْرَاهِیْمُ   وَنَوْفَلُ ابْنُ الْحَارِثِ الْعَظِیْمُ

وَابْنُ ابْنِهِ انْشُرْ بِالْجَمِيْلِ ذِكْرَه   أَبُوْ مُحَمَّدٍ أَمِيْرُ الْبَصْرَة
وَجَعْفَرٌ وَابْنَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ   وَعَوْناً اذْكُرْ وَلَا تَكُنْ بِاللَّاهِيْ
وَابْنَا عَقِيْلٍ وَهُمَا مُحَمَّدٌ   وَمُسْلِمٌ وَالسَّائِبُ الْمُمَجَّدُ
ابْنُ يَزِيْدٍ وَهُوَ جَدُّ الشَّافِعِيّ   اِمَامُنَا الْأَعْظَمُ نَجْلٌ شَافِعٌ
وَالْحَبْرُ عَبْدُ اللّٰهِ ذَا ابْنُ عَامِرٍ   ابْنُ كُرَيْزٍ الْعَبْشَمِيِّ الْفَاخِرِ
وَكَابِسٍ وَالِدُهُ رَبِيْعَة   ابْنُ عَدِيٍّ نِسْبَةً رَفِيْعَة
كَذَا عَلِيُّ ابْنُ عَلِيِّ بْنُ نِجَادٍ   ابْنُ رِفَاعَةَ الرِّفَاعِيِّ الْجَوَادِ
اليَشْكُرِيُّ وَعُدَّ بَعْدَ اليَشْكُرِيِّ   يَحْيٰى هُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ ابْنُ جَعْفَرِ
ابْنُ مُحَمَّدٍ مَوْلَانَا عَلِيّ   ابْنُ حُسَيْنِ ابْنُ عَلِيٍّ الْوَلِيّ
وَوَلَدُ الْعَبَّاسِ وَهُوَ قُثَمُ   وَابْنُ مُعَتَّبِ الْمُسَمّٰى مُسْلِمُ
وَالْقَاسِمُ الثَّبْتُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ   بْنُ مُحَمَّدٍ عَظِيْمِ الْجَاهِ
فَجَدُّهُ عُقَيْلٌ الْكَرِيْمُ   كَذَا ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِبْرَاهِيْمُ
وَجَدُّهُ فَالْحَسَنُ ابْنُ الْحَسَنِ   ابْنُ عَلِيٍّ يَا لَهُ مِنْ مُحْسِنِ
وَابْنُ أَبِيْ طَلْحَةَ عَبْدُ اللّٰهِ   وَذَاكَ خَوْلَانِيٌّ بِلَا اشْتِبَاهِ
صَلّٰى عَلَيْهِ رَبُّنَا وَسَلَّمَا   وَالْآلِ وَالصَّحْبِ الْكِرَامِ الْعُظَمَا

امام الرملی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، شیخ محمد القیسی المالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نظم پر اضافہ فرمایا ہے:

وَعُدَّ فِيْ أَشْبَاهِهِ الْخَلِيْلُ   وَآدَمُ الْمُعَظَّمُ الْجَلِيْلُ
صَلّٰى عَلَيْهِمَا الْإِلٰهُ دَائِمًا   مُسَلِّماً مَا لَاحَ نَجْمٌ فِيْ السَّمَا
كَذَاكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَوْفَلِ   كَذَا أَبُوْ سُفْيَانْ أَخُوْهُ الْمُعْتَلِي

وَعَــدَّهُ الــنَّــاظِــمُ نَــوْفلاً بِلا شَکٍّ مُـخَــالِفٌ لِّـمَــا قَـدْ نُـقِلا
وَعُــدَّ فِــیْ الْأَشْبَــاهِ أَیْضــاً ثَــابِــتُ هُـوَ الْبُـنَــانِـیُّ وَکَــذَا قَتَــادَۃُ
ابْــنُ دِعَــامَۃٍ کَــذَاکَ الْــقَــاسِـمُ کَـذَاکَ عَبْـدُ اللّٰـهِ أَبُـوْهُ الْعَـالِـمُ
وَشَــافِعُ ابْـنِ ذِیْ الـذِّکْـرِ الْـجَمِیْلْ وَالْـفَـضْـلِ وَالتَّـبْـجِیْـلِ مَـوْلَانَـا عَقِیْلْ
وَشَــافِـعٌ جَـدُّ الْإِمَـامِ الشَّــافِعِیّ لِـمَـا مَضَـی عَـنْ صَـاحِبِ الشَّـرَائِعِ
صَـلّٰـی عَـلَـیْـهِ الـرَّبُّ ذُوْ الْـجَلَالْ کَـذَا الـصِّـحَــابُ جُـمْـلَۃً وَالْآلْ

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف گفتگو حاصل کرنے والے نباتات، جمادات اور حیوانات میں سے بعض کے اسماء گرامی

۱۔کنکریاں
۲۔پتھر
۳۔اونٹ اور اونٹنیاں
۴۔بکری کی زہر آمیز ذراع/دست/ بونگ
۵۔جبل احد
۶۔جبل ثبیر
۷۔غار حرا
۸۔بھیڑیا
۹۔درخت
۱۰۔بکری

۱۱۔کھجور کا خشک تنہ

۱۲۔دراز گوش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں کا تذکرہ

۱۔سکب: جوگھوڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک میں سب سے پہلے آیا ہے۔جو بنی فزارہ کے ایک اعرابی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس اوقیہ چاندی میں خریدا۔اوراس کا نام اعرابی کے یہاں ضرس ہوا کرتا تھا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام تبدیل فرما کرسکب رکھا تھا۔اور پیشانی اس کی سفید تھی اور دایاں پیر سفید تھا،سب سے پہلا گھوڑا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ فرمایا۔

۲۔سبحہ: جس کو سِباق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے،دوڑ میں استعمال فرمایا،اوروہ سب سے آگے رہا،سابق بنا،اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرحت ہوئی تھی۔

۳۔المرتجز: جسے اعرابی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدا تھا،جس کے لئے خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تھی۔اور وہ اعرابی بنومرہ کا تھا۔

سہل ابن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین گھوڑے تھے: لزاز،ظَرِب،اورلحیف۔

۴۔لزاز: جومقوقس نے آپ کے خدمت میں ہدیہ کیا تھا،

۵۔لحیف: جوربیعہ ابن ابی براء نے ہدیہ کیا تھا،

۶۔ظَرِب: جوفروۃ ابن عمرو جذامی نے آپ کو ہدیہ کیا تھا۔

۷۔الورد: جوتمیم داری رضی اللہ عنہ نے آپ کو ہدیہ کیا تھا۔وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو مرحمت فرمادیا تھا،انہوں نے اس پر سواری بھی کی،پھر حضرت عمر نے سواری کے

لئے کسی اور کو دے دیا۔ تو حضرت عمر نے دیکھا کہ وہ بیچا جا رہا ہے۔

٨۔ ملاوح

٩۔ سداد

١٠۔ ابلق

١١۔ ذوالعقال

١٢۔ ذواللمۃ

١٣۔ المرتجل

١٤۔ سرجان

١٥۔ یعسوب

١٦۔ بحر

١٧۔ ادہم

١٨۔ شحا

١٩۔ سجل

٢٠۔ مراوح

٢١۔ نجیب

٢٢۔ طرف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ یا چھ خچریاں تھیں:

ا۔ دُلدُل: ایک جس کا نام دُلدُل تھا، اسے شہباء بھی کہا جاتا تھا۔ مقوقس نے ہدیہ میں دی جس پر اسفار میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سواری فرمایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی دلدل زندہ رہی یہاں تک کہ بہت عمر ہوگئی، دانت بھی گر گئے، اس لئے شعیر پانی میں بھگو کر حلق میں ڈالا جاتا تھا۔ اور ینبوع میں وہ مرگئی تھی۔

۲۔فضہ جوفروہ بن عمرو نے ہدیہ میں دی تھی۔
۳۔ایک جوصاحب دومہ نے ہدیہ میں دی تھی۔
۴۔ایک جونجاشی نے ہدیہ میں دی تھی۔
۵۔اورایک جوصاحب ایلہ نے ہدیہ میں دی تھی۔
٦۔اورآخری جس کے بارے میں اختلاف ہے جوکہ کسریٰ نے بھیجی تھی۔

اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز گوش کا نام عفیر تھا جو حجۃ الوداع میں مر گیا تھا۔اور ایک دراز گوش یعفور تھا۔

دودھ والی اونٹنیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ کی بیس اونٹنیاں تھی، جن کو غابہ میں رکھا جاتا تھا۔اور وہاں سے ہررات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑے دومشکیزے بھر کر دودھ لایا جاتا تھا۔

اُن میں بہت زیادہ دودھ دینے والی، سب سے زیادہ دودھ دینے والی اونٹنیاں یہ تھیں، جن کے نام یہ ہیں:

۱۔الحسناء
۲۔السمر اء
۳۔العریس
۴۔السعدیہ
۵۔البغوم
٦۔الیسیرہ
۷۔الرّیا

۸۔ بردہ: جوضحاک ابن سفیان نے آپ کے خدمت میں ہدیہ کی تھی۔اس کو دوہا جا تا تھا تو دو بہت زیادہ دودھ دینے والی اونٹنیوں کے برابر تنہا اس ایک کا دودھ نکلتا تھا۔

۹۔مہرہ: جوسعد ابن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے بھیجی تھی۔

۱۰۔شقراء۔ان دودھ والی اونٹنیوں کے علاوہ تین اونٹنیاں اور تھیں:

۱۱۔عضباء: جوحضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنی حریش کے جانوروں میں سے خریدی تھی۔دو اونٹنیاں خریدی تھی،ایک العضباء اور ایک دوسری اونٹنی ،دونوں کی قیمت آٹھ سو درہم دے کر خریدی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو میں سے ایک العضباء کو چارسو درہم میں خرید لیا تھا۔اور یہی عضباء ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی ہے۔

۱۲۔قصواء

۱۳۔الجدعاء: ایک دفعہ وہ مسبوقہ ہوگئی تھی تو جدعاء کا مسبوقہ ہوجانا مسلمانوں پر شاق گذرا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ نے جو منیحہ کے طور پر دودھ کے لئے جو بکریاں دی تھیں وہ سات تھیں۔

اُن کے نام یہ ہیں:

۱۔عجوہ

۲۔زمزم

۳۔سقیا

۴۔برکۃ

۵۔ورسہ

۶۔اطلال

۷۔اوراطراف۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں سات بھیڑیں تھیں جن کوایمن بن ام ایمن چرایا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں سوبکریاں رہا کرتی تھیں:

لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وفد بنی المنتفق میں شامل ہوکراللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ شریفہ میں موجودنہیں تھے، پھر بھی ہمارے لئے ایک طبق میں کھجوریں لائی گئیں۔ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے ہمارے لئے خزیرہ کاحکم فرمایا، وہ ہم نے کھایا۔

پھر جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، ہماری ضیافت اور کھانے پینے کا حال دریافت کیا۔ہم نے عرض کیا کہ جی ہاں، ہم کھا کر فارغ ہوگئے۔اتنے میں چرواہا بکری کولے کر وہاں پہنچا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس نے کیا بچہ دیا؟ کہا بہمہ۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہے سے ارشادفرمایا کہ اس کے بدلہ میں بکری کوذبح کرلو۔

پھرآپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اورارشادفرمایا کہ آپ حضرات یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے آپ کی وجہ سے بکری ذبح کرلی، بلکہ ہمارے یہاں سوبکریاں رہتی ہیں۔ہم اس سے زائدرکھنانہیں چاہتے،اس لئے جیسے ہی بکری کوئی بچہ دیتی ہےتوہم ایک کوذبح کرلیتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلحے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں تین نیزے تھے، جو بنوقینقاع کے اسلحہ سے حاصل

ہوئے تھے، جن میں سے ایک کا نام المنطوی تھا اور دو اور تھے جن کے نام مُثوی اور ثنی تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے نیزے کے اسماء:

۱۔حربہ

۲۔بیضاء

۳۔عنزہ: جو نماز کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گاڑ دیا جاتا۔

۴۔الحد

۵۔القمرہ

۶۔النبعہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ کمانیں تھیں:

۱۔الروحاء

۲۔بیضاء جو شوحط درخت سے تھی

۳۔الصفر اء

۴۔الزوراء

۵۔الکتوم

۶۔سداس

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک **ڈھال** تھی جس میں مینڈھے کے سر کی صورت بنی ہوئی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے پاس رکھنا ناپسند فرمایا، پھر اگلے دن اسے دیکھا گیا کہ اللہ عزوجل نے اُس تمثال کو مٹا دیا ہے۔ اور تین اور تھیں:

۲۔الزلوق

۳۔الفُتق

۴۔حجفہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواریں:

۱۔ذوالفقار: جو جنگِ بدر کے مالِ غنیمت سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ نفل کے لی تھی، اور اسی ذوالفقار کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ احد کے موقعہ پر خواب دیکھا تھا، اور یہ منبہ بن حجاج سہی کی تھی۔

اور بنوقینقاع کے اسلحہ سے تین تلواریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہیں،

۲۔ایک قُلعی،

۳۔دوسری کو بتار کہا جاتا تھا،

۴۔اور تیسری کو الحتف کہا جاتا تھا اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں رہی۔

۵۔المخذم

۶۔الرسوب جس کو فلس سے حاصل کیا تھا، جو قبیلہ طی کا ایک بت خانہ تھا۔

۷۔مأثور

۸۔عضب

۹۔صمصامة

اس سے زائد بھی روایات میں آئی ہیں جیسا کہ حافظ ابوالفتح نے نظم میں گیارہ گنوائی ہے:

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوار کا پرتلا چاندی کا تھا، اور اس کا قبضہ چاندی کا تھا، اور اس کے درمیان میں بھی چاندی کے کڑے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہیں:

اور بنوقینقاع کے اسلحہ سے دو زرہیں حاصل ہوئی تھیں:

۱۔سعدیہ یا سغدیۃ

۲۔فضۃ

محمد ابن سلمہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ احد

میں دو زر ہیں دیکھی،

۳۔ایک ذات الفضول اور ایک فضہ۔

فرماتے ہیں جنگِ خیبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو زر ہیں دیکھی، ذات الفضول اور دوسری السغدیۃ۔

۴۔ذات الحواشی

۵۔بتراء

۶۔ذات الوشاح

۷۔خرنق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو خود تھیں:

۱۔موشح

۲۔سبوغ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین جھنڈے تھے:

۱۔زینۃ جو سفید رنگ تھا

۲۔صفراء

۳۔عُقاب جو مربع اور سیاہ رنگ کا تھا۔

شہرِ مکہ بتوں کی بستی تھی   چار سو تیرگی برستی تھی
دیکھنا اک یتیمِ بے ساماں   اجنبی، کم سخن، تہی داماں
جس نے یوں سال و سِن گزارے ہیں   بھوک میں اپنے دن گزارے ہیں
تپتی ریتوں پہ محوِ خواب کہیں   تیز کانٹوں سے زخم یاب کہیں
چلتی تیغوں کے درمیان کبھی   کنکروں سے لہو لہان کبھی

ذرّہ ذرّہ عدوِّ جاں اس کا   تشنۂ خوں ہے اک جہاں اس کا
ہاں مگر لب جب اس کے ہلتے ہیں   دل کے مرجھائے پھول کھلتے ہیں
جب وہ پیغامِ حق سناتا ہے   وجد میں دو جہاں کو لاتا ہے
جب وہ اونچی صدا سے کہتا ہے   ہادیانہ ادا سے کہتا ہے
''گمرہو! تم یہ کیا سمجھتے ہو،   پتھروں کو خدا سمجھتے ہو''
دل دہلتے ہیں قہرمانوں کے   دیئے بجھتے ہیں کفرخانوں کے
بات یہ کیا زبان سے نکلی   لاکھ تلوار میان سے نکلی

ظالموں کی اذیتیں ایک سمت
اور خدا کی مشیتّیں ایک سمت

مجید امجد

بڑھاپا ہے چلا ہوں سوئے طیبہ
لرزتا لڑکھڑاتا سر جھکائے
گناہوں کا ہے سر پر بوجھ بھاری
پریشاں ہوں اسے اب کون اٹھائے
کبھی آیا جو آنکھوں میں اندھیرا
تو چکرا کر قدم بھی ڈگمگائے
کبھی لاٹھی کبھی دیوار پکڑی
کبھی پھر بھی قدم جمنے نہ پائے
نہ بیٹا ہے نہ پوتا ہے نہ بھائی
کوئی گھر کا نہیں جو ساتھ جائے
مگر چلتا رہوں گا دھیرے دھیرے
دَیا والا میری نیّا لکھائے
نہیں کچھ آرزو اب واپسی کی
وہیں رکھےّ خدا واپس نہ لائے
وہاں جا کر کہوں گا گڑ گڑا کر
سلام اس پر جو گرتوں کو اٹھائے
سلام اس پر جو سوتوں کو جگائے
سلام اس پر جو روتوں کو ہنسائے
سلام اس پر جو اجڑوں کو بسائے
سلام اس پر جو بچھڑوں کو ملائے
سلام اس پر جو بھوکوں کو کھلائے
سلام اس پر جو پیاسوں کو پلائے

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر استعمال اشیاء متبرکہ

ملبوسات مبارکہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادریں:

۱۔ایک یمنی منقش چادر

۲۔ایک سحولی چادر

۳۔ایک سفید چادر

۴۔مربع چادر جواوڑھنے میں استعمال ہوتی تھی

۵۔کساءاحمر: ایک سرخ چادر

۶۔رداءسوداء: کالی چادر/کالی کملی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ایک دفعہ سیاہ لباس میں ملبوس دیکھا تو عرض کیا کہ **یا رسول اللہ! ما احسنها علیک یشربها بیاضک سوادها**۔یہ جوڑا آپ پر کتنا حسین لگتا ہے۔آپ کا گورا گورا رنگ اوراس کالے جوڑے کا کالا رنگ دونوں کی آمیزش سے ایک نیا حسن جھلکتا معلوم ہوتا ہے۔

۷۔قطیفہ: روئیں دار/مخملی چادر

۸۔بالوں سے بنی ہوئی اونی چادر

۹۔بردہ: جسم اطہر کے اوپر والے حصہ پراوڑھنے کے لئے کتان کی ایک چادر/دھاری دار چادر/سیاہ رنگ کی مربع چادر یا کمبل

۱۰۔مرط: ایک اونی چادر جولنگی کے طور پر استعمال ہو سکے۔مستورات کے اوڑھنے کی ریشمی چادر کو بھی کہا جاتا ہے۔

۱۱۔رداء: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک چھ ذراع لمبی اور تین ذراع چوڑی ہوا کرتی

تھی۔

۱۲۔ازار: ایسی چادر جو نصف اسفل کے لئے استعمال ہو سکے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی مبارک کا طول چار ذراع اور دو بالشت اور اس کا عرض ایک ذراع اور ایک بالشت ہوتا تھا۔

۱۳۔کساء ملبّد: استر والی/پیوند والی چادر

۱۴: ازار غلیظ: موٹی چادر

۱۵۔ایک عُمانی لنگی

۱۶۔ثوب قطر: ایک قسم کی یمنی چادر

۱۷۔شملہ: پورے جسم کو ڈھانکنے والی چادر

۱۸: برد نجرانی: نجرانی چادر

۱۹: انبجانی: موٹی چادر جس میں کوئی نقش ونگار نہ ہو

۲۰: ثوب اخضر: سبز رنگ کی چادر

۲۱۔دو صحاری کپڑے

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جبے:

۱۔ایک یمنی جبہ

۲۔ایک شامی جبہ

۳۔خمیصہ: ریشم یا اون کا کپڑا/سیاہ کنارے والا جبہ

۴۔ایک رومی جبہ

۵۔جبہ طیالسۃ کسروانیۃ لھالبنۃ دیباج: ایک کسروی سیاہ رنگ کا جبہ جس کے گریبان کے کنارہ پر ریشم تھا۔

۶۔قباء: عبا

۷۔ جبۃ من صوف: ایک اونی جبہ

۸۔عباءۃ: عبا رجبہ

○

۱۔چار چرمی موزے

۲۔دو چپل؛ جہاں حذاء کا لفظ آیا ہے، اس سے مراد بھی نعل ہی ہے۔

○

۱۔ایک صحاری قمیص

۲۔سروال: پائجامہ

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلاہ مبارک اور ٹوپیاں متعدد بیان کی جاتی ہیں:

○ قلنسوۃ مصریہ: مصری ٹوپی

○ لاطئہ: چھوٹی سر سے چپکی ہوئی ٹوپی جو اوپر اٹھی ہوئی نہ ہو

○ ذات الأذان: دونوں کانوں کو جو ڈھانپ لے مگر گردن کھلی رہے

○ قلنسوہ اصمات: چمڑے کی سوراخ دار ٹوپی

○ قلانس: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپیاں لباس مبارک کی طرح سے سفید تھیں۔

○ صرف چھوٹی ٹوپیاں تین سے زائد بیان کی جاتی ہے

○

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار عمامے تھے:

○ عمامہ محنکہ: جو سر پر باندھنے کے بعد ڈاڑھی کے نیچے سے گذار کر کندھے پر ڈالا جا سکتا ہے۔اکثر اوقات یہ زیر استعمال رہتا تھا۔

○ سیاہ عمامہ جو عید وغیرہ تقریبات میں باندھتے تھے۔

○ ایک عمامہ جس کے کنارے پر دھاریاں بنی ہوئی تھیں، کبھی کبھی یہ عمامہ استعمال فرماتے تھے۔

○ سفید عمامہ۔ یہ بھی اکثر اوقات استعمال میں رہتا تھا۔

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ زیب سر فرمایا تھا، جس کے دونوں کناروں کو دونوں شانوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ رکھا تھا۔

○

○ قناع رخمار: ایک کپڑا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بال مبارک میں تیل لگانے کے بعد سر پر ڈالتے تھے اور ازواج مطہرات سے مباشرت کے وقت بھی یہ خمار، یہ کپڑا سر مبارک پر رہتا تھا۔

○ عصابۃ دسماء: سیاہ رنگ کی سر پر باندھے جانے والی پٹی

○

سیدی و مولائی حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے خصائل نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا طول اس طرح بیان فرمایا ہے:

۱۔ چھ ہاتھ لمبی

۲۔ سات ہاتھ لمبی

۳۔ بارہ ہاتھ لمبی

چادر:

۱۔ چار ہاتھ لمبی، ڈھائی ہاتھ چوڑی

۲۔ چھ ہاتھ لمبی، تین ہاتھ ایک بالشت چوڑی

لنگی:

ا۔چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی دو ہاتھ چوڑی

○

○ حلۃ حمراء: ایک جوڑے کا حدیث میں ذکر آتا ہے جس میں سیاہ اور سرخ دھاگوں سے لکیریں بنی ہوئی تھیں۔اس کو حبرہ (یمنی منقش چادر) بھی کہا جاتا ہے۔

○ حلّہ: ایک قیمتی جوڑا

ہمارے آقا، شہِ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم امیر وفقیر، حاکم ومحکوم، سلاطین اور رعایا سب کے لئے اسوہ اور نمونہ بن کر تشریف لائے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین عالم کے لئے جہاں فاقوں اور ترکِ دنیا اور ترک زینت کا نمونہ قائم فرمایا، جو ابراہیم بن ادہم جیسے خدام نے اپنایا۔

مگر تمام ملوک وسلاطین کے لئے یہی ایک یکساں نمونہ نہیں تھا، بلکہ دوسری قسم کے لئے دوسرا نمونہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ایک قیمتی جوڑا خریدا، اسے پہنا، استعمال فرمایا۔اس ایک جوڑے کی قیمت ایک روایت میں ستائیس اونٹ اور دوسری روایت میں انتیس اونٹ آئی ہے۔

○ اسی طرح ایک حلہ ذی یزن بھی ہے۔حکیم بن حزام ابھی خدام میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ایمان لانا اب تک گوارا نہیں، اپنے کفر وشرک پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

مگر ساتھ ہی رب العالمین کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھی اس درجہ کی ہے کہ انہوں نے ایک جوڑا خریدا اور اس کی قیمت تین سو دینار ادا کئے اور خرید کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاکر پیش کیا، مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرما کر لینے سے انکار فرمایا کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔

مجبوراً انہوں نے اسے پھر بیچ دیا۔جب وہ بیچا جا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی

طرف سے تین سو دینار قیمت ادا کر کے اسے خریدا۔

دینار سونے کا ایک سکہ ہے۔موجودہ زمانہ کے حساب سے 4.4g اس سکہ کا وزن بنتا ہے۔لہذا اگر آج؛ محرم ۱۴۳۲ھ کی تاریخ سے حساب لگائیں، تو اس حلہ ذی یزن جوڑے کی قیمت سینتیس ہزار، تین سو پچھتر (37375) پاؤنڈ بنتی ہے۔ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زیب تن بھی فرمایا ہے۔

اسی لئے ملوک وسلاطین کے یہاں کے ہدایا، کپڑے، جوڑے اوران کی قیمتی چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں تقسیم فرمائی ہیں، وہاں خود بھی استعمال فرمائی ہیں تا کہ دونوں قسم کے مزاج رکھنے والے کے لئے اسوہ اور نمونہ قائم ہو۔

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملبوسات میں اکثر قطن اور سوت کے کپڑے رہے ہیں۔اگر چہ کبھی کبھی کتان اور اونی کپڑے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائے ہیں۔

○

خواتیم : انگوٹھیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین انگوٹھیاں تھیں:

○ سونے کی انگوٹھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے کر استعمال نہیں فرمایا تھا، بلکہ اسے پھینک دیا تھا۔

○ چاندی کی انگوٹھی جو استعمال میں رہی

○ اور لوہے کی انگوٹھی جس پر چاندی چڑھائی گئی تھی۔

○

خوشبوئیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں اُس زمانہ کی سب سے قیمتی خوشبو مشک، عود اور خالص عنبر تھا۔ جو خوشبوئیں اُس زمانہ میں بھی بہت نادر و کمیاب تھیں جیسا کہ ان میں سے بعض کی قیمت آج کل بھی سونے کی قیمت سے بھی زیادہ ہوگی۔ پھر بھی خوشبو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر پسند تھی کہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا ہے۔

○

برتن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے

۱۔ تین پیالے استعمال میں رہتے تھے:

○ ایک کا نام ریّان تھا

○ مُضَبَّب۔ لوہے کے پتّر لگایا ہوا پیالہ: جس میں تین جگہوں پر چاندی کی چین لگی ہوئی تھیں اور اس کو پکڑنے کے لئے ایک کڑا تھا۔ یہ برتن سفر میں استعمال میں رہتا۔

○ شیشہ کا پیالہ یا گلاس

۲۔ قدح: ایک اور لکڑی کا پیالہ تھا جو درمیانی درجہ کا تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی نوش فرماتے تھے اور اس میں پانی لے کر وضو فرماتے تھے۔

۳۔ کھجور کے درخت کی لکڑیوں کا بنا ہوا ایک پیالہ جسے رات میں ضرورت کے وقت پیشاب کے لئے استعمال فرماتے تھے۔

۴۔ طبق: بڑا پیالہ، بڑی طشتری، تھال

۵۔ فخارہ: مٹی کی پیالی

۶۔ صحفہ: چوڑا پیالہ

۷۔کعب: بڑا پیالہ

۸۔قدح: شمشاد درخت کی لکڑی کا ایک اور عمدہ چوڑا پیالہ جس میں لوہے کا ایک کڑا تھا۔

۹۔مغیث: یہ بھی ایک پیالہ کا نام ہے

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکیزے

۱۔قربۃ: مشکیزہ جس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تھے اور اسی سے پانی بھی نوش فرماتے تھے۔

۲۔ادواۃ: چمڑے کا چھوٹا مشکیزہ یا برتن

۳۔مزادۃ: مشکیزہ

۴۔شنۃ: پرانی مشکیزہ جس میں پانی زیادہ ٹھنڈا رہتا ہے

۵۔سقاء: چمڑے کا مشکیزہ

○

چاقو/چھری

۱۔سکین: چُھری

۲۔مدیۃ: چھری

۳۔شفرۃ: چوڑی چھری

○

○ تور: جو کپڑے دھونے کے ٹب کی طرح /طشت کے مشابہ پتھر یا پیتل/تانبے کا بڑا برتن تھا، جو خضاب کے لئے یا نبیذ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔محدثین نے تور کا مصداق بڑا برتن بتایا ہے اگرچہ بعض اصحاب لغت نے اس کا ترجمہ کیا ہے 'چھوٹا برتن'۔

○ مہندی بھگونے کے لئے ایک برتن تھا جس کا نام مخضب تھا

○ رکوہ: ایک چمڑے کا برتن جس کا نام صادرہ تھا

○ پیتل رتانبے کا ایک برتن زیر استعمال رہتا

○ قصعہ: چند افراد کے کھانے کے لئے ایک بڑا برتن ہوتا تھا۔ اس قصعہ کا نام الغراء تھا جسے چار آدمی اٹھاتے تھے، جس میں صحابہ کرام اور اہل صفہ کے ساتھ کبھی چاشت کے وقت کھانا نوش فرماتے۔

○ جفنۃ: بڑا لگن یا تھال جیسا برتن تھا، جس کے چار کڑے تھے جس میں سے کئی آدمی کھا سکیں۔

○ علّۃ: چربی، گھی اور شہد کے لئے چمڑے کا برتن

○

○ برمۃ: پتھر کی ہانڈی

○ قدر: کھانا پکانے کے لئے ایک دیگچی رہانڈی

○

○ صاع: لین دین میں استعمال ہونے والا آٹھ رطل کا پیمانہ

○ مد: لین دین میں استعمال ہونے والا دو رطل کا پیمانہ

○

○دلو: ڈول

○

○ طست: یہ وہ طشت مبارک ہے کہ جب اس جہاں سے رخصت ہوئے، تو اس طشت پر دو جہاں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نظر پڑی ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کنت مستندا رسول اللہ

صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی صدری فدعا بطست فلقد انخنث فی حجری فما شعرت ان مات۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ طشت مانگا اور عملی جواب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میری گود میں ڈھیلی ہو کر ایک طرف مائل ہو گئی، تب مجھے معلوم ہوا کہ ابھی اس جہاں میں نہیں ہیں۔

دیگر اشیاء مستعملہ

ا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی **چھڑی** مبارک:

○ مجحن جس کا نام الدَّفن یا الدقن: اس کی طولائی ایک ذراع تھی، جو چلتے ہوئے دست مبارک میں رہتی اور سواری کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لے کر سواری پر تشریف فرما ہوتے۔

○ قضیب: جس کا نام ممشوق اور یہ شوحط درخت سے بنائی گئی تھی۔ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء کرام نے برکت کے لئے استعمال فرمایا۔

○ مخصرہ: جس کا نام عرجون تھا۔

○

○ سرمہ دانی

○ سرمہ کی سلائی

○ قینچی

○ آئینہ

○ کنگھی

○ مدری: پیٹھ مبارک وغیرہ کھجانے کے لئے مٹھی کی شکل کی بنائی ہوئی ایک لکڑی

○ ربعہ اسکندریہ: ہاتھی دانت کا بنا ہوا چار خانوں والا یا چار کونوں والا مدور یا مربع عطر دان جو

مقوقس نے ہدیہ میں بھیجا تھا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی جو ہاتھی دانت کی تھی، سرمہ دانی، قینچی (جس کا نام الجامع تھا) اور آئینہ رکھتے تھے۔

○ خوشبودانی

○

○ فراش: چمڑے کا بستر جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی جو بستر یا آرام کے لئے گدے کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔

○ وسادۃ: چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

○ مرفقۃ من ادم: چمڑے کا تکیہ

○

○ چھوٹا تولیہ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چہرۂ انور پونچھنے کے لئے استعمال فرماتے تھے

○

○ حصیر مرمل: بُنی ہوئی چٹائی

○ خمرۃ: چٹائی جو بیٹھنے کے لئے یا نماز کے لئے استعمال ہوتی تھی

○

○ سفرۃ: چمڑے کا دسترخوان

○ نطع: چمڑے کا بڑا دسترخوان

○

○ قبۃ حمراء من ادم: چمڑے کا بنا ہوا سرخ خیمہ

○ فسطاط: جو بالوں سے بنا ہوا چھوٹے خیمہ کے مانند، جو سردی اور گرمی سے تحفظ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اس کا نام الکنّ تھا۔

○

- رُحی: چکی
- جعبۃ: ترکش
- سرج: زین

ممکن ہے کہ ان میں سے بعض کا ذکر ایک چیز کے مختلف ناموں کی بناء پر مکرر آ گیا ہو۔ جیسا کہ بعض اشیاء مستعملہ کے اسماء کا رہ جانا بھی ممکن ہے۔

○

سریر: ایک تخت جس پر آرام فرماتے تھے جو لکڑی سے بنا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ کا معمول سریر اور چار پائی پر لیٹنے اور آرام فرمانے کا تھا۔ قریش کی نہ صرف عادات میں یہ داخل تھا کہ وہ چار پائی سونے کے لئے رواجاً استعمال کرتے تھے بلکہ روایت میں ہے کہ **لیس شیء احب الیھا من السرر تنام علیھا۔** یہ ان کا پسندیدہ طرز زندگی تھا۔

اسی لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر جب مدینہ منورہ پہنچے اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسکن میں نزول اجلال فرمایا، اس وقت مکان کو ملاحظہ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں

یا ابا ایوب! اما لکم سریر؟ قال لا واللّٰہ! فبلغ اسعد بن زرارۃ ذلک فبعث الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بسریر لہ عامود وقوائم ساج فکان ینام علیہ حتی توفی وصلی علیہ وھو فوقہ. فطلب الناس یحملون موتاھم علیہ فحمل علیہ ابوبکر و عمر والناس طلباً لبرکتہ.

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کے جواب میں سیدنا ابو ایوب انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے یہاں تو چار پائی نہیں ہے۔ جب اسعد بن زرارہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چار پائی جو ساگوان کی لکڑی سے بنائی گئی تھی، اس کے پائے، سرہانہ اور پائینتی کی طرف ٹیک لگانے کے لئے بھی ساگ ہی استعمال کیا گیا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ شریفہ میں بعد میں وہی منتقل ہوئی اور وفات تک نماز اور آرام وغیرہ کے لئے استعمال فرماتے رہے یہاں تک کہ جب رب العالمین کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بلاوا آ گیا، تو یہی سریر مبارک صحابہ کرام میں سے جن کا انتقال ہوتا، اس کے جنازہ کو بقیع تک پہنچانے کے لئے استعمال ہوتی۔

یہاں تک کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو انتقال کے بعد اسی چارپائی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ شریفہ میں دفن کے لئے لایا گیا تھا اور یہ سلسلہ طویل عرصہ تک رہا۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اہتمام

یہاں تک کہ اس چارپائی سے برکت حاصل کرنے کے لئے صحابہ کرام کے جنازے بقیع پر لے جائے جاتے رہے اور اس تبرک کو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور خاص اپنے پاس رکھ رکھے تھے اور اس سریر مبارک کے علاوہ دیگر تبرکات بھی بڑی حفاظت سے آپ نے اپنے پاس رکھے، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا، قدح (پیالہ)، جفنہ (لگن)، وسادہ (تکیہ مبارک جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی) قطیفہ، اونی چادر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال میں رہنے والا پالان بھی تھا۔

بعد میں یہ تمام تبرکات خلیفہ ثانی سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے نہ صرف محفوظ رکھے، بلکہ جب بھی آپ قریش کو خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی ترغیب دیتے تو فرماتے **هذا میراث من اکرمکم اللّٰه به واعزکم به وفعل وفعل** ۔ کہ یہ اس ذات پاک کی میراث ہے جن کی برکت سے اللہ نے تمہیں اعزاز واکرام عطا فرمایا اور دیتا ہی چلا گیا۔

اسی قسم کے تبرکات امیر المؤمنین عمر ثانی، حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں بھی منتقل ہوئے ہیں جن میں چارپائی، چمڑے کا ایک گدا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی، اونی چادر، رحی (چکی)، ترکش جس میں چند تیر تھے۔

اور طویل عرصہ گذرنے کے باوجود دو جہاں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینہ کی

خوشبو اس اونی چادر نے پیچھے آنے والوں کے لئے محفوظ رکھ رکھی تھی۔ **وکان فی قطیفته اثر عرق رأسه صلی اللہ علیه وسلم۔**

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ تبرکات کی اس دولت کی قدر و منزلت اس قدر فرماتے تھے کہ جس کمرہ میں یہ تبرکات تھے، روزانہ کا معمول بنالیا تھا کہ اس حجرہ مبارکہ میں جاکر ان تبرکات کی زیارت فرما کر اپنی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور پہنچاتے تھے، اور وہ اونی چادر مبارک بیماروں کی شفایابی کے لئے تیر بہدف تریاق تھی۔

جیسا کہ یہاں عمر اول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی تعظیم وتکریم واستبراک کا معاملہ فرمارہے ہیں اور انہی کی اتباع میں آپ کی ذریۃ طیبہ میں سے آپ کے خلف صالح عمر ثانی سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سنت کی ادائیگی میں آپ کی پیروی کررہے ہیں، یہی طرز عمل مقامات متبرکہ اور اشیاء مستعملہ متبرکہ کا پیچھے والوں پر حق ہے۔ اس کے خلاف عمل خلفاء کرام کی سنت کے خلاف ہے۔

اسی لئے سریر مبارک کی طرح سے وہ تخت مبارک جس سے چند لمحات کے لئے محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر کے ساتھ مس ہوا، اور جس تخت مبارک پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا، اس کے ساتھ بھی یہی سنت برتی گئی۔

یہاں تک کہ یحییٰ بن معین کے حالت بیان کرتے ہوئے جیش بن مبشر فرماتے ہیں کہ یحی بن معین کا معمول تھا کہ سفر حج پر تشریف لے جاتے، تو حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضری دیتے اور حج سے فراغت پر دوبارہ حاضری دیتے۔

جب آپ نے آخری حج فرمایا اور واپسی میں مدینہ منورہ حاضری پر دو تین دن قیام فرمایا، پھر واپسی کا سفر شروع ہوا اور مدینہ منورہ سے رخصت ہو کر ایک منزل پر قافلہ نے قیام کیا۔

رات کو سوئے تو یحییٰ بن معین نے خواب میں ہاتف غیبی کو دیکھا کہ وہ آواز لگا رہا ہے **یا اباز کریا! اترغب عن جواری؟** کہ اے ابازکریا! آپ کو ہمارے ساتھ رہنا پسند

نہیں؟ چھوڑ کر کیوں جا رہے ہو؟

صبح اپنے رفقاء سے یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ تم اپنا راستہ لو۔ میں مدینہ منورہ واپس جا رہا ہوں۔ چنانچہ قافلہ رخصت ہوا اور یحییٰ بن معین مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ اور مدینہ منورہ تین دن مقیم رہے، پھر آپ کا وصال ہو گیا۔

تھوڑے سے تغیر کے ساتھ محمد بن یوسف بخاری بیان فرماتے ہیں کہ ہم یحییٰ بن معین کے ساتھ حج میں تھے۔ حج کے بعد مدینہ منورہ شب جمعہ میں پہنچے۔ اور اسی رات یحییٰ بن معین کا انتقال ہو گیا۔

صبح کے وقت جب لوگوں کو آپ کی تشریف آوری اور رحلت کا حال معلوم ہوا تو انبوہ کثیر اکھٹا ہو گیا۔ بنو ہاشم کے خواص تشریف لائے اور آپس کے مشورہ سے طے کیا کہ جس تخت پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تھا، اسی پر ہم یحییٰ بن معین کو غسل دیتے ہیں۔

عوام الناس نے اس پر اعتراض کیا۔ جب بات بڑھی تو بنو ہاشم کہنے لگے کہ قرابت کے اعتبار سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہیں اور ہمارا فیصلہ ہے کہ یحییٰ بن معین اس کے مستحق ہیں کہ انہیں اس تخت مبارک پر غسل دیا جائے۔ چنانچہ اسی پر غسل دیا گیا۔

فغسل علی اعواد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وحمل علی سریرہ ودفن بالبقیع وصلی علیہ خلق کثیرون ونودی بین یدی جنازتہ ھذا الذی کان یذب الکذب عن حدیث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ۔

۲۳۳ھ ذی قعدہ کے مہینہ میں جمعہ کے روز انہیں بقیع میں دفن کیا گیا۔

مأ کولات ومشروبات

حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں میں سے کسی کو **ارحمھم** ،کسی کو **اشدھم**،کسی کو **احیاھم** اورکسی کو **اقضاھم** کے القاب عطا ہوئے ،تو ضروریات بشر میں سے جن چیزوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے میں نفع اٹھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے راحت ملی ،ان چیزوں کو بھی القاب ملے ۔کسی کو اطیب کا لقب ملا ،کسی کو احب کا لقب ملا۔

سیدی ومرشدی قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ کے یہاں اہل علم کی ایک جماعت پہنچی جن میں عرب حضرات بھی تھے۔

دسترخوان پر ایک عرب مہمان نے حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ سے پوچھا کہ کوئی کہتا ہے کہ کھانے کی ابتداء پانی سے کی جائے ،کسی کے نزدیک نمک سے ،کسی کے نزدیک میٹھے سے کھانے کی ابتداء مسنون بتائی جاتی ہے ۔تو مسنون کیا ہے؟

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ فاقہ سنت ہے ۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فاقوں کی تفصیل بیان فرمائی کہ کبھی تو کئی روز کے صوم وصال ہوتے تھے ،کبھی بغیر روزے کے فاقوں پر فاقے ہوتے تھے اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھنے پڑتے تھے ۔اور کھانا کھانے کی ہماری طرح وہاں انواع واقسام کہاں تھیں کہ سوال پیدا ہو کہ کھانے کی ابتداء کس سے ہو۔

اس لئے سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اشیاء کو مأ کول یا مشروب ہونے کا شرف عطا فرمایا ،ان کی یہاں فہرست دی جاتی ہے۔

مشروبات

پانی: سب سے زیادہ مشروبات میں یہ شرف پانی کو ملا ہے۔

اور پانیوں میں سب سے زیادہ یہ شرف آب زمزم کو ملا ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد ہی کی قربانی کی نذر کے نتیجہ میں بئر زمزم کی جگہ جدامجد عبدالمطلب پر منکشف کی

گئی، جس سے آج تک انسانیت سیراب ہو رہی ہے۔

ماء زمزم مکی زندگی کے دوران ہمیشہ استعمال میں رہا اور مدینہ منورہ ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کبھی کبھی صحابہ کرام مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہنچایا کرتے تھے۔

اس کے بعد مدینہ منورہ کے قیام میں وہاں کے کنوؤں کا پانی اور اسفار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد جگہوں کے پانی کو یہ شرف عطا فرمایا ہے۔

اگر کسی کا استثناء آیا تو مدائن صالح پر گذرتے ہوئے وہاں کے پانی کے پینے اور استعمال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، ورنہ تبوک کے سفر میں اور دیگر اسفار میں متعدد پانیوں کو یہ شرف ملا ہے۔

مدینہ منورہ کے اطراف کے جن مقامات کے پانی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو سیراب کرنے کا شرف حاصل کر سکے، ان کے اسماء یہ ہیں:

۱۔ بئر عریس
۲۔ اعواف
۳۔ اُنا
۴۔ بئر انس
۵۔ بئر اہاب
۶۔ بئر بصہ
۷۔ بئر بضاعہ
۸۔ بئر جمل
۹۔ بئر حاء
۱۰۔ بئر حلوہ

۱۱۔بئر ذرع

۱۲۔بئر رومہ

۱۳۔بئر سقیا

۱۴۔بئر عِقبہ

۱۵۔بئر ابی عنبہ

۱۶۔بئر عہن

۱۷۔بئر غرس

۱۸۔بئر قرضافہ

۱۹۔بئر قریصہ

۲۰۔بئر یسیرہ

اور مقامات کے پانی بھی ہو سکتے ہیں۔

○

لبن / حلیب : دودھ

دودھ: دوسرا مشروب جسے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً روز نوش فرماتے تھے، وہ خالص دودھ ہے۔ زیادہ تر بکری کا دودھ نوش فرمایا ہے۔

اور مدینہ منورہ میں اونٹنی کا دودھ بھی روزمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لایا جاتا تھا۔

دودھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف شکلوں میں نوش فرمایا ہے:

○ جبنہ: پنیر

○ اقط: پنیر

○ سمن: گھی

○ زبدہ: مکھن

○

دودھ کی لسّی: جو پانی اور دودھ ملا کر پینے کے لئے پتلا کیا گیا ہو۔

○

نبیذ تمر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس نام سے کھجور پانی میں بھگو کر شربت بنایا جاتا تھا۔
نبیذ زبیب: اسی طرح زبیب یعنی کشمش پانی میں بھگو کر شربت بنایا جاتا تھا۔
نبیذ جو: جو کے ستو کو بھی پانی میں بھگو کر نبیذ اور شربت بنا کر تیار کیا جاتا۔

○

شہد: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشروبات میں شہد کو بھی شمار کیا گیا ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

○ خالص شہد بھی نوش فرمایا ہے۔
○ کبھی شہد کو پانی میں ملا کر شربت بنایا جاتا تھا۔
○ کبھی شہد کو دودھ میں ملا کر شربت بنایا جاتا تھا۔

○

ان مشروبات کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو برتن استعمال فرمائے، وہ حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ دَلْوٌ: بئر زمزم اور متعدد مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول ہی سے پانی نوش فرمایا ہے۔
۲۔ قِرْبة: مشکیزہ
۳۔ شیشہ کا گلاس
۴۔ فَخارَة: مٹی کا پیالہ

۵۔قدَح:لکڑی کا پیالہ

۶۔نُحاس: تانبا یا پیتل کا پیالہ

تمر: کھجور

بشری ضروریات کو پورا کرنے اور بقائے حیات کے لئے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی اور دودھ وغیرہ مختلف شکلوں میں نوش فرماتے تھے،جسم اطہر کی سب سے زیادہ خدمت کا شرف پانی اور دودھ کو حاصل ہے،اسی طرح سب سے زیادہ کھانے کی چیزوں میں یہ شرف کھجور کو حاصل ہے، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رطب، بسر اور تمر مختلف مراحل پر اس کو یہ شرف عطا فرمایا ہے۔

مگر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی پرانی کھجور بھی نوش فرمائی ہے جس میں کیڑے پڑ چکے ہوتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے کیڑے صاف فرماتے اور اسے نوش جاں فرماتے۔

تمور مدینہ کی مختلف انواع کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا ہے۔عجوہ کی طرح کئی ایک کھجور کی قسموں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمغے بھی عطا ہوئے ہیں۔

جیسا کہ شروع میں گذرا کہ تنہا کھجور کو مختلف مراحل پر بسر، رطب، تمر، تمر عتیق تک نوش جاں فرمایا ہے،اس طرح کسی دوسری چیز کے ساتھ کھجور کو ملا کر بھی نوش فرماتے تھے،جیسا کہ تمر تِل کے ساتھ بھی نوش فرمایا ہے۔

۱۔رطب اور ککڑی

۲۔رطب اور زبدہ

۳۔رطب اور پنیر

۴۔رطب اور خربوزہ
۵۔مجیع: کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دودھ اور کھجور دونوں کو ملا کر پکایا جاتا تھا۔
۶۔حیس: ملیدہ ،جس کے اجزاء یہ ہیں: کھجور، پنیر اور گھی
۷۔وطیئۃ: دودھ میں کھجور کو گوندھ کر تیار کیا جاتا تھا۔
۸۔دشیشہ: آٹے کو کھجور کے ساتھ ملا کر پکایا جاتا تھا۔

شعیر: جَو

کھائی جانے والی چیزوں میں سب سے زیادہ جسم اطہر کی خدمت کا شرف شعیر کو بھی ملا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ستو کی شکل میں بھی نوش فرمایا ہے،اور خبز اور روٹی کی شکل میں بھی نوش فرمایا ہے۔گولائی اور موٹائی میں کمی بیشی (سائز) کے اعتبار سے خبز ،اقراص اور رغیف مختلف نام تھے،جن کو نوش جان فرمایا ہے۔

کبھی تو ستو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی میں گھول کر نوش فرما لیتے ،کبھی پھانک کر سفوف کی طرح نوش فرماتے تھے۔

- خبز شعیر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منفرداً بھی نوش فرمایا ہے۔
- کبھی جو کی روٹی سرکہ کے ساتھ،
- کبھی زیتون کے تیل کے ساتھ،
- کبھی کھجور کے ساتھ نوش فرماتے۔
- کبھی توے پر زیتون کا تیل اور فلفل چھڑک کر آقا کے لئے جو کی روٹی تیار کی جاتی تھی۔

۱۔خبز کا لفظ جہاں روایات میں آتا ہے تو محدثین فرماتے ہیں کہ اس کا مصداقِ اول خبز شعیر کو لیا جاتا ہے۔

۲۔جہاں تصریح ہو وہاں گیہوں کی روٹی دوسرے نمبر پر مراد لی جاتی ہے۔یہ دونوں قسم کی

روٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائی ہے اگر چہ ثانی الذکر کو یہ شرف کم ملا ہے۔

۳۔خبز مرقق: میدے کی روٹی کے متعلق تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نوش نہیں فرمائی۔

○

شعیر کو جمال جہاں آرا صلی اللہ علیہ وسلم نے مرکب شکلوں میں بھی استعمال فرمایا ہے:

۱۔ثرید: گوشت کے شوربے میں جو روٹی چوری گئی ہو

۲۔یا گوشت کے ٹکڑوں کے ساتھ گوشت کی یخنی میں جو چوری گئی ہو۔

۳۔**خزیرہ**: جس کے اجزاء یہ ہیں: دقیق آٹا، چربی، گوشت کے ٹکڑے۔جب اس کو پینے کے لئے پتلا رکھا جائے۔

۴۔**عصیدہ**: مذکورہ اجزاء سے پکایا ہوا جو پینے کے لئے نہیں بلکہ کھانے کے لئے گاڑھا بنایا جائے۔یا جس کے اجزاء یہ ہیں: آٹا، نمک، پانی۔

۵۔**حریرہ**: جس کے اجزاء یہ ہیں:

○ آٹا، دودھ، گھی

○ آٹا، دودھ، زیتون کا تیل

۶۔**مثرودہ**: روٹی جو گھی میں چوردی گئی ہو

۷۔**خلیص**: جس کے اجزاء یہ ہیں: آٹا، شہد، گھی

جَو یا کبھی گیہوں کے آٹے کو ان مذکورہ مرکب شکلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش جاں فرمایا ہے، جن مرکبات کے اسماء مذکور ہوئے۔

○

لحم : گوشت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت مرغوب تھا۔

سب سے زیادہ پالتو جانوروں میں سے بھیڑ، بکری اور اونٹ کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا ہے۔

۱۔ جانوروں کے پیشاب پاخانہ کے مقام سے جو عضو جتنا دور ہوتا وہاں کا گوشت مرغوب تھا۔

۲۔ کتف: شانے کا گوشت

۳۔ لحم الظہر : پیٹھ کا گوشت۔ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطیب اللحم فرمایا ہے

۴۔ جنب: پہلو کا گوشت

۵۔ اگلے دونوں پیروں کا گوشت

۶۔ اور اگلے دونوں پیروں کے آگے گردن وغیرہ کا گوشت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا ہے۔

۷۔ مخ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا بھی نوش فرمایا ہے

۸۔ بطن: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندرونی اعضاء میں سے دل وغیرہ کالی چیزوں کو بھون کر خود بھی کھائی ہیں اور صحابہ کرام میں تقسیم بھی فرمائی ہیں۔

○

گوشت کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف شکلوں میں نوش فرمایا ہے:

۱۔ پکایا ہوا

۲۔ بھونا ہوا

۳۔ قدید: نمک لگا کر دھوپ میں سکھایا ہوا

○

جن جانوروں کے گوشت ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی نوش جاں فرمائے:

۱۔بقر: گائے کا گوشت

۲۔حباری: سرخاب/بٹیر/تغدری کا گوشت

۳۔ارنب: خرگوش

۴۔اِرویہ: پہاڑی بکری کا گوشت

۵۔حماروحشی: جنگلی گدھے کا گوشت

۶۔چکور کا گوشت: اگرچہ بعضوں کو اس پر اشکال ہے مگر محققین نے اپنی تحقیق سے اس کو ثابت کیا ہے۔

۷۔جراد: زیتون کے تیل میں بھنی ہوئی ٹڈی

۸۔عنبر مچھلی: جو نمک لگا کر سکھائی گئی تھی، وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش جان فرمائی ہے۔

۹۔دجاجہ: مرغ یا مرغی کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرماتے تھے۔

سبزیاں

سبزی ترکاریوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیزیں نوش فرمائیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔قلقاس: اروی

۲۔دباء/قرع: کدو

۳۔سلق: چقندر جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرکب شکل میں نوش فرمایا ہے، جس کے اجزاء یہ ہوتے تھے: جَو کا آٹا، فلفل، زیتون کا تیل اور توابل (مصالحے)

۴۔زنجبیل: ہندوستان کے ایک راجہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زنجبیل (ادرک) کے

دو گھڑے ارسال فرمائے تھے، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی نوش فرمایا اور صحابہ کرام میں بھی تقسیم فرمایا۔ اس کا ذکر تو ہمارے یہاں روایت میں ہے۔

ہندوستان کے ایک راجہ کی لکھی ہوئی ڈائری یا تاریخ میں ہے کہ راجہ نے شق القمر رات میں چاند کے ٹکڑے ہونے کا نظارہ دیکھ کر اس کی تحقیق کی اور بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہونے پر اپنی طرف سے جو ہدایا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھیجے ہیں، ان میں پان اور اس کے لوازمات کا بھی ذکر ہے۔

جب شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی صاحب مدظلہ العالی سے اس تاریخی روایت کا ذکر آیا، تو انہوں نے اس مضمون کی فوٹو کاپی بھی طلب فرمائی تھی جو اس وقت غالباً ان کی خدمت میں ارسال کر دی تھی اور بھروچ کے ایک گجراتی جریدہ میں اس وقت یہ مضمون شائع بھی ہوا تھا۔

پھل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن پھلوں کو پسند فرمایا:

۱۔ باکورہ: موسم کا سب سے پہلا پھل آتا تو اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھ مبارک پر رکھتے۔ پھر اس پھل کو مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں کا بوسہ ملتا، اور اس کو برکت کی دعا ملتی اور جو بچہ وہاں موجود ہوتا، اُسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عنایت فرمادیتے۔

۲۔ کباث: مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیلو کے درخت کے پھل نوش فرمائے ہیں۔

۳۔ قثاء: ککڑی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھی۔

- ککڑی تنہا بھی نوش فرماتے
- نمک کے ساتھ بھی
- رطب کے ساتھ بھی

○ شہد کے ساتھ بھی

○ ثرید وغیرہ کھانے کے ساتھ بھی، بالخصوص شہد میں چوری ہوئی روٹی کے ساتھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ککڑی نوش فرمائی ہے۔

۴۔عنب: طائف کے تازہ انگور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائے ہیں اور خشک کشمش بھی نوش فرمائی ہے۔

۵۔توت: شہتوت

۶۔جُمارالنخل: کھجور کی جڑ کھود کر جُمار نکال کر کھایا جاتا ہے۔

۷۔خربز: خربوزہ

۸۔بطیخ: تربوز رقثاء

۹۔انار: وفات سے چند ہفتے پہلے یوم عرفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انار نوش فرمایا۔

○

ابوالحسن الضحاک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں **ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد اکل البصل مشویا قبل ان یموت بجمعۃ.**

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزمِ کافری　　رعشۂ خوف بن گیا رقصِ بتانِ آذری
چھین لیں تو نے مجلسِ شرک وخودی سے گرمیاں　　ڈال دی تو نے پیکرِ لات وہبل میں تھرتھری
ترے قدم پہ جبہہ سا روم و عجم کی نخوتیں　　تیرے حضور سجدہ ریز چین وعرب کی خودسری
تیرے سخن سے دب گئے لاف وگزاف کفر کے　　تیرے نفَس سے بجھ گئی آتشِ سحرِ سامری
تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے　　بخشا گدائے راہ کو تو نے شکوہِ قیصری
چشمہ ترے بیان کا غارِ حرا کی خامشی　　نغمہ ترے سکوت کا نعرۂ فتحِ خیبری
زمزمہ تیرے ساز کا لحنِ بلالؓ حسّ نوا　　صاعقہ ترے ابر کا لرزشِ روحِ بوذریؓ
شان ترے ثبات کی عزمِ شہیدِ کربلا　　شرح ترے جلال کی ضربتِ دستِ حیدریؓ
تجھ پہ نثار جان ودل، مڑ کے ذرا یہ دیکھ لے　　دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہِ کافری
تیرے گدائے بے نوا تیرے حضور آئے ہیں　　چہروں پہ رنگِ خستگی، سینوں میں دردِ بے پری
آج ہوائے دہر سے ان کے سروں پہ خاک ہے　　رکھی تھی جن کے فرق پر تو نے کلاہِ سروری
تیرے فقیر اور دیں کوچۂ کفر میں صدا　　تیرے غلام اور کریں اہلِ جفا کی چاکری
جتنی بلندیاں تھیں سب ہم سے فلک نے چھین لیں　　اب نہ وہ تیغِ غزنوی، اب نہ وہ تاجِ اکبری
اُٹھ کہ ترے دیار میں پرچمِ کفر کھل گیا　　دیر نہ کر کہ گر پڑی صحنِ حرم میں ابتری

جوش ملیح آبادی المتوفی: ۱۹۸۲ء

یا الٰہی سر بسجدہ ہے قلم بہرِ سخن
راہِ نعتِ مصطفیٰ پر اس کو کردے گامزن

ہو بیاں کچھ شانِ عالی احمدِ مختار کا
ہے یہی اہل محبت کے لئے خمرِ کہن

مکہ مولد، طیبہ مورد، حوض موعد حبّذا
حشر کے دن رب سلّم امّتی کی ہے لگن

انبیاء سب مقتدی ہیں لیلۃ المعراج میں
اور امام الانبیاء مہمانِ ربِ ذو المنن

پہونچے جب سدرہ پہ تو جبرئیل یہ کہہ کر رکے
ہست سوزاں ایں تجلی من نتانم پر زدن

قاب قوسین اور دنی اللہ اکبر! یہ مقام
اختیارِ خمر پر راجح ہوا شربِ لبن

عرش، کرسی، حوض، جنت سب کا نظارہ کیا
کیا مبارک ہے سفر ہیں شادماں روح و بدن

تحفۂ قرب و محبت پنجگانہ حاضری
یادگارِ خلعتِ اکرام ہے بے شبہ وطن

ذاتِ مرسل ہے رحیم اور وصف مرسل بھی رحیم
ان کی امت خیر امت، قرن ہے خیر الزمن

ہے لقب امی ولیکن جس طرف بھی دیکھئے
ان سے روشن عقل و دل، دین وفراست علم وفن

آئینہ بن کر ملے تھے جب ''حرا'' میں جبرئیل
آشکارا ہو گیا تھا سرِ علمِ من لدن

رحمۃ للعالمین، محبوب رب، صادق امیں،
منبعِ ایثار وشفقت، مظہرِ خلقِ حسن

تا قیامت معجزہ ہر سورتِ قرآن ہے
بہرِ منکر ہے تحدی نفیٔ تاکیدِ بلن

ہے نبوت ہر نبی کی حق مگر اس دور میں
سکّۂ حضرت محمد مصطفیٰ کا ہے چلن

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات مبارکہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے والوں کی نگاہ میں کیسے لگتے تھے؟

○

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھتے، تو یہ شعر پڑھا کرتے:

امین مصطفی بالخیر یدعو　　کضوء البدر زایله الظلام

امین ہیں، مصطفیٰ ہیں، خیر کی طرف بلانے والے ہیں، بدر ہیں، چودھویں کے چاند کے مانند ہیں، جسے تاریکی کے بعد دیکھا گیا ہو۔

○

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ زہیر بن ابی سلمی کا قول پڑھا کرتے تھے، جو زہیر نے ہرم ابن سنان کے بارے میں کہا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن کا یہ شعر پڑھتے کہ:

لو کنت من شیء سویٰ بشر　　کنت المضیء لیلة البدر

اگر انسان کے سوا اور کوئی چیز آپ ہوتے، تو آپ دنیا کو روشن کرنے والے بدر، چودھویں کا چاند ہوتے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی یہ کہا کرتے تھے کہ ایسے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہوسکتا۔

○

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گورے گورے تھے، گورے رنگ کے ساتھ تھوڑی سی سرخی بھی ملی ہوئی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں مبارک گہری سیاہ رنگ کی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک سیدھے رہتے تھے۔ داڑھی گھنی تھی، وفرہ؛ کان کی لو تک بال مبارک ہوتے تھے۔ سینہ مبارک پر بالوں کی ایک پتلی لکیر تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک ایسی جیسا کہ چاندی کے لوٹے یا صراحی کی گردن ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق مبارک کے نیچے سے آپ کی ناف تک بال تھے جو سیدھے چھڑی کے مانند تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ اور سینہ پر کہیں اس کے علاوہ بال نہیں تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں ایڑیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے ایسا معلوم ہوتا کہ بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہوں، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہموار زمین پر چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے گویا کہ پیر اکھیڑ رہے ہوں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرماتے تو پورے چہرۂ انور کے ساتھ توجہ فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ موتیوں کی طرح بہتا تھا، آپ کے پسینہ کی خوشبو مہکتے مشک سے زیادہ خوشبودار تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت زیادہ لمبے اور نہ پستہ قد تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بدزبان تھے اور نہ برا دل رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے آپ جیسا نہیں دیکھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی، سب سے زیادہ بڑے دل والے، سب سے زیادہ سچی زبان والے، سب سے زیادہ عہد و وعدہ کو پورا کرنے والے، سب سے زیادہ نرم طبیعت والے، اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص یکا یک دیکھتا تھا مرعوب ہو جاتا تھا، اور جو شخص پہچان کر میل

جول کرتا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ واوصاف جمیلہ کا گھائل ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب بنالیتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریفہ بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔

○

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی قامت کے تھے، دونوں کندھے مبارک کے درمیان کچھ فاصلہ تھا، حضور کے بال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں کان کی لوتک پہنچ جاتے۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ جوڑے میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں نے کبھی کسی کو حسین نہیں دیکھا۔

○

ام معبد خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کو بیان فرماتی ہیں کہ میں نے ایسے شخص کو دیکھا جس کا حسن اپنی طرف دعوت دینے والا، اور چہرہ ایسا روشن، اتنا روشن کہ نگاہ چندھیا جائے، ظاہری حسن کے ساتھ تمام باطنی خوبیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک کے بڑے ہونے اور سر مبارک کے چھوٹے ہونے وغیرہ کسی طرح کا کوئی عیب کسی عضو میں نہیں تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حسین تھے کہ یہ حسن تمام اعضاء پر برابر منقسم تھا کہ ایک سے بڑھ کر ایک عضو حسین تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھ مبارک گہری سیاہ تھیں اور پلکیں لمبی اور مڑی ہوئی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک گرج دار تھی اور گردن مبارک نمایاں تھی اور داڑھی گھنی، ابروؤں کے بال پتلے پتلے جس کے ختم ہونے کی جگہ کے کنارے نہایت حسین نوک کی طرح

معلوم ہوتے تھے، بالخصوص دونوں ابرو جس جگہ آ کر ملتے تھے تو دونوں کناروں کے ملنے کا حسن بڑا عجیب تھا۔

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے تب بھی نہایت وقار معلوم ہوتا، اور گفتگو فرماتے تو آسمان کی طرح کائنات پر چھا جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت رعب ڈھانپے رہتا کہ دیکھنے والا مرعوب ہو جاتا لیکن اس قدر رعب کے باوجود تمام انسانوں سے زیادہ آپ کا حسن و جمال اپنی طرف دعوت دینے والا ہوتا۔ جو آپ کو دور سے دیکھتا رہتا تو مرعوب رہتا، جو قریب پہنچ جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور حلاوت کا گرویدہ ہو جاتا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو میٹھی میٹھی ہوتی تھی۔

گفتگو کا انداز ایسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو گفتگو فرماتے، اس میں فاصلہ ہوتا، مسلسل گفتگو نہیں ہوتی تھی، یہ گفتگو نہ بہت زیادہ مختصر ہوتی کہ سمجھ میں نہ آئے، اور نہ اتنی طویل ہوتی کہ سننے والا اکتا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات گویا کہ پروئے ہوئے موتی جس کی لڑی ٹوٹ گئی ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا، نہ بہت اونچے معلوم ہوتے تھے، نہ بہت پستہ قد معلوم ہوتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کی مثال ایسی جیسے کہ دو خوبصورت ٹہنیوں کے درمیان تیسری خوبصورت ٹہنی ہو۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابو بکر اور عامر بن فہیرہ کے درمیان تیسرے سب سے حسین ترین تھے اور ہر طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن نظر آ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء آپ کو گھیرے رہتے۔

اگر آپ تکلم فرماتے تو آپ کی گفتگو کے دوران وہ چپ رہتے، اگر آپ کسی چیز کا حکم فرماتے تو آپ کی تعمیلِ ارشاد میں وہ جلدی کرتے۔

آپ خدام میں گھرے رہتے، چاہنے والوں کا جم گھٹا رہتا، نہ چہرہ پر کبھی شکن آتی، نہ حسنِ

کلام متاثر ہوتا۔

○

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان فرمایا۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی قد کے تھے، نہ بہت زیادہ طویل اور نہ بہت زیادہ پستہ قد، خوبصورت رنگ تھا، نہ بہت زیادہ گورے اور نہ بالکل گندمی رنگ، بال بھی نہ گھنگریالے نہ بالکل سیدھے، ہر وقت ایسے معلوم ہوتے کہ ابھی کنگھی کی ہو۔

○

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی جاتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوتا تھا۔ درمیانہ قد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ طویل تھے اور بہت زیادہ لمبی قامت سے تھوڑے کم تھے۔

سر مبارک بڑا تھا، بال مبارک ہر وقت کنگھی کئے ہوئے معلوم ہوتے، اگر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ نکل آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مانگ کو رہنے دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کانوں کے لو سے آگے متجاوز نہیں ہوتے تھے، ہاں اس وقت ہوتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو چھوڑے رکھتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوبصورت رنگ والے تھے، چہرہ کے اعضاء میں پیشانی وسیع معلوم ہوتی تھی۔

دونوں ابروؤں کی چاروں نوک صاف معلوم ہوتی تھیں، دونوں ابرو چوڑے تھے لیکن دونوں ایک جگہ پر آ کر ملے ہوئے نہیں تھے۔ ان دونوں ابرو کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت نمایاں معلوم ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلند خوبصورت تھی، وہاں ایک نور رہتا تھا جو اس پر

چمک رہا ہوتا، جس نے آپ کو غور سے نہ دیکھا ہو وہ آپ کو سمجھتا کہ آپ اونچی ناک والے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھنی داڑھی والے تھے، دونوں آنکھوں کی سیاہی زیادہ تھی، ہموار گال والے تھے، کشادہ منہ والے تھے، دانت مبارک کے کنارے باریک تیز تھے، دانتوں کے درمیان فاصلہ تھا، سینہ مبارک پر بالوں کی پتلی ایک لکیر تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک گویا کہ ایسی جیسی کہ خالص چاندی کی گڑیا کی گردن ہو، درمیانی جسم کے تھے، بدن کچھ بھاری معلوم ہوتا لیکن اعضاء ہر ایک دوسرے سے مکمل طور پر ملے ہوئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ اور سینہ دونوں ایک سطح پر برابر معلوم ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک بھی ہموار، دونوں کندھوں کے درمیان کچھ فاصلہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیوں کے جوڑ موٹے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر پر کپڑا نہ ہوتا تو جسم اطہر نہایت نورانی معلوم ہوتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق کے نیچے سے لے کر ناف کے درمیان تک ایک بالوں کی لکیر تھی جو خط کی طرح چلتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پستان اور پیٹ وغیرہ سارے اعضاء بالوں سے خالی تھے، دونوں کلائی کے ظاہری حصہ پر اور دونوں کندھوں پر چند بال تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چوڑے سینہ والے، لمبے پہنچے والے تھے، کشادہ ہتھیلی والے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور ایڑیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پیر لمبے تھے، ہموار کمر والے تھے۔

دونوں ایڑیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔ دونوں قدم کے اوپر کے حصے پر گوشت نہیں تھا، ان دونوں سے پانی جلد سرک جایا کرتا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدم مبارک اٹھاتے تو قوت سے اٹھاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کے دوران دونوں پیروں کے درمیان کا فاصلہ زیادہ ہوتا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم

زمین پر پیر آہستگی سے رکھتے، تیز چلتے، جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا کہ بلندی سے نیچے اتر رہے ہوں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرماتے تو پورے چہرۂ انور کے ساتھ توجہ فرماتے، نگاہ مبارک ہمیشہ نیچی رہتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر زمین کی طرف زیادہ رہتی، آسمان کی طرف کم رہتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر دیکھنا صرف ایک لمحہ کے لئے ہوتا تھا، ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے نہیں تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام کو اپنے سے آگے چلنے کو فرماتے تھے اور جس سے ملتے اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سلام میں ابتداء فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے زیادہ شجاع تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ کا میدان خوب گرم ہوجاتا اور دونوں لشکر ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑے ہوتے تھے، تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بچتے تھے۔

○ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے زیادہ سخی تھے کبھی کسی چیز کے متعلق سوال نہیں فرمایا گیا جس میں آپ نے 'لا' ارشاد فرمایا ہو، 'نہیں' ارشاد فرمایا ہو۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سب سے زیادہ حلیم تھے۔

○ اور سب سے زیادہ باحیاء تھے، پردہ پوش جوان خاتون کے اپنے پردے میں باحیا ہونے سے بھی زیادہ باحیا تھے۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کسی شخص کے چہرہ میں جمتی نہیں تھی۔ ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے نہیں تھے۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذاتِ پاک کے لئے انتقام نہیں لیتے تھے، نہ اپنے لئے غصہ فرماتے تھے۔ ہاں مگر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حرمات کا انتہاک ہو رہا ہو، اُس کی خلاف ورزی ہو رہی ہو، تو اُس وقت اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

○ اور جب غصہ فرماتے تھے تو آپ کے غصہ کے سامنے کوئی ٹک نہیں سکتا تھا، کوئی کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔

○ اور قریب اور بعید اور قوی اور ضعیف سب حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک برابر تھے۔

○ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر خواہش ہوئی نوش فرمالیا، خواہش نہیں ہوئی چھوڑ دیا۔

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر کھانا نوش نہیں فرماتے تھے۔

○ اور خوان پر کھانا نوش نہیں فرماتے تھے۔

○ اور کسی مباح سے روکتے نہیں تھے،

○ اگر کھجور پاتے تو اسے نوش فرمالیتے، اگر روٹی پاتے اسے نوش فرمالیتے، اگر بھنا ہوا گوشت پاتے تو اسے نوش فرمالیتے، اگر گیہوں کی روٹی پاتے یا جو پاتے اسے نوش فرمالیتے، اگر دودھ میسر آتا تو اس پر اکتفاء فرماتے۔

○ ککڑی کو رطب کے ساتھ نوش فرماتے۔

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا۔

○ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی سے بھی پیٹ بھر کر نوش نہیں فرمایا۔

○ اور آلِ محمد پر ایک اور دو مہینے گذر جاتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نو گھروں میں سے کسی گھر میں آگ نہیں جلائی جاتی تھی، اور سب کا کھانا کھجور اور پانی رہتا تھا۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ نوش فرمالیتے اور صدقہ نہیں کھاتے تھے۔

○ اور ہدیہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدلہ عطا فرماتے تھے۔

○ کھانے اور لباس میں تکلّف نہیں فرماتے تھے، جو میسر ہوتا وہ کھالیتے، جو میسر ہوتا وہ پہن لیتے۔

○ اور چپل خود درست فرماتے،

○ خود کپڑے پر پیوند لگالیتے،

○ اور اپنے گھر والوں کے کاموں میں مدد فرماتے،

○ بیماروں کی عیادت فرماتے،

○ لوگوں میں سب سے زیادہ تواضع والے تھے۔

○ جو آپ کو دعوت دیتا، چاہے غنی ہو، فقیر ہو، معمولی آدمی ہو، باعزت آدمی ہو، سب کی

دعوت قبول فرماتے تھے۔

○ مساکین سے محبت فرماتے، اُن کے جنازوں میں شرکت فرماتے، اُن کے بیماروں کی عیادت فرماتے،

○ کسی فقیر کو اس کے فقر کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھتے تھے،

○ کسی بادشاہ سے اُس کی سلطنت کے وجہ سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری فرمائی ہے گھوڑے پر بھی، اونٹ پر بھی، دراز گوش پر بھی، خچری پر بھی، اور اپنے پیچھے اپنے غلام کو ردیف بناتے یا غلام کے علاوہ اور کسی کو ردیف بناتے، کسی ایک کو پیچھے چلنے کے لئے چھوڑتے نہیں تھے اور فرماتے تھے کہ ''میرے پیچھے کی جگہ ملائکہ کے لئے چھوڑے رکھو''۔

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صوف پہنتے تھے اور پٹی والی چپل پہنتے تھے،

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے محبوب لباس حبرہ تھا جو یمن کی چادریں ہوا کرتی تھیں جس میں سفیدی اور سرخی ملی ہوئی ہوتی تھی۔

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی ہوتی تھی جس کا نگ بھی اسی سے تھا، داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہنتے تھے، کبھی اس کو بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھتے تھے، حالانکہ اللہ تبارک وتعالی نے آپ کو تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی تھیں۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خزانوں کے لینے سے انکار فرما دیا اور دنیا کے خزانوں پر آخرت کو ترجیح دی۔

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر اللہ بکثرت فرماتے،

○ بہت کم بات فرماتے،

○ نماز لمبی ادا فرماتے، خطبہ مختصر فرماتے،

○ لوگوں سے بہت زیادہ تبسم فرمانے والے تھے اور ان کے ساتھ بشاشت سے ملنے والے

تھے،

○ ساتھ یہ بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لگاتار غموں والے، ہمیشہ فکرمند رہتے تھے۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو پسند فرماتے تھے اور بدبو ناپسند فرماتے تھے۔

○ باعزت لوگوں سے بھی الفت فرماتے، اونچے مرتبہ والوں کا اکرام فرماتے

○ اور کسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشاشت بند نہیں ہوتی تھی

○ اور کسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جفا نہیں فرماتے تھے۔

○ مباح کھیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے، اس پر نکیر نہیں فرماتے تھے،

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح بھی فرماتے مگر مزاح میں بھی حق بات ہی فرماتے،

○ اور عذر پیش کرنے والے اور معافی مانگنے والے کی معافی قبول فرماتے۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام بھی تھے، باندیاں بھی تھیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں اور لباس میں ان پر برتری نہیں فرماتے تھے۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وقت اللہ کے لئے عمل کے علاوہ میں گزرتا نہیں تھا، یا جو ضروری امور ہوں اس میں گزرتا اور اپنے گھر والوں کے لئے گزرتا۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں بھی چرائیں اور فرمایا کہ کوئی نبی نہیں گزرے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

○ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق سوال کیا گیا، تو فرمانے لگیں کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کی تفسیر تھے۔

○ اللہ کی وجہ سے غصہ فرماتے، اللہ کی وجہ سے راضی ہوتے۔

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمدہ سے عمدہ ریشم، موٹا ریشم اور باریک ریشم میں نے چھوا نہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم و نازک ہو، اور میں نے کوئی خوشبو نہیں سونگھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو

پر فائق ہو۔

○ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی، پھر بھی کبھی بھی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُف تک نہیں فرمایا،

○ اور کسی چیز کے متعلق جو میں نے کی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟

○ اور کسی چیز کے متعلق جو میں نے نہ کی ہو کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟

○ اللہ تبارک وتعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام اخلاق کاملہ جمع فرمادئے تھے اور تمام عمدہ سے عمدہ افعال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمع فرمادئے تھے۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین اور آخرین کا علم عطا فرمایا تھا اور وہ چیزیں عطا فرمائی تھیں جن میں نجات ہے اور کامیابی ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے، پڑھ نہیں سکتے تھے، لکھ نہیں سکتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انسانوں میں سے آپ کا کوئی معلم اور استاذ نہیں۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہالت اور صحراء کے علاقہ میں پرورش پائی، پھر بھی اللہ نے آپ کو وہ کچھ عطا فرمایا جو جہاں والوں میں سے کسی کو عطا نہیں فرمایا، اور تمام اولین اور آخرین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا۔

اللہ تعالی کی حساب کے دن تک ہمیشہ رہنے والی دائمی رحمتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں۔

گذارش:

خلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جس خلق کو آپ عملی بناتے جائیں،

اس دائرہ میں نشان لگاتے جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے اور سب سے واضح دلائل میں سے قرآنِ عزیز ہے، کہ باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے، نہ اس کے پیچھے سے آسکتا ہے۔

یہ قابل تعریف اور حکمت والے اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے جس نے اہلِ فصاحت کو عاجز کر کے رکھ دیا اور اہلِ بلاغت کو حیران کر کے رکھ دیا اور ان سب کو تھکا کر کے رکھ دیا کہ وہ اس جیسی دس سورتیں لے آئیں، یا کوئی ایک سورت لے آئیں، یا کوئی ایک آیت لے آئیں۔

اور مشرکین نے بھی اس کے معجز ہونے کی شہادت دی اور منکرین اور ملحدین نے بھی اس کی سچائی پر یقین جتایا۔

○

اور مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شق القمر کا معجزہ دکھایا کہ چاند شق ہوگیا یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہوگئے اور یہی اللہ تبارک وتعالی کے اس قول سے مراد ہے کہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ.

○

اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی نے میرے لئے زمین کو سکیڑ لیا، پھر میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا، وہاں تک میری امت کی حکومت پہنچے گی جتنا میرے لئے سمیٹا گیا ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالی نے آپ کا قول سچ کر دکھایا اس طرح کہ آپ کی امت کی حکومت مشرق اور مغرب کے آخری کناروں تک پہنچ گئی لیکن جنوب اور شمال میں اتنی نہیں پھیل سکی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے خشک تنہ پر خطبہ دیتے تھے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر بنوایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے، تو کھجور کا خشک تنہ گابھن اونٹنی کی طرح

رونے لگا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے، اسے گلے لگایا، اور وہ سسکیاں لے رہا تھا، جس طرح کہ وہ بچہ سسکی لیتا ہے جسے خاموش کیا جا رہا ہو، تب جا کر اس کھجور کے خشک تنہ کو سکون ہوا۔

○

اور پانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی مبارک سے، ایک سے زائد مرتبہ پھوٹا ہے۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی میں رکھا، پھر حضرت عمر کی، پھر حضرت عثمان کی ہتھیلی میں رکھا، پھر بھی وہ تسبیح پڑھتی رہیں۔

○

اور صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے، اس حال میں کہ وہ کھایا جا رہا ہوتا تھا۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر سلام کرتے تھے، درخت سلام کرتے تھے ان راتوں میں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنا کر مبعوث کیئے گئے۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زہر میں پکائی ہوئی بونگ/دست نے کلام کیا ہے، اور وہ صحابی وفات پا گئے جنہوں نے اس زہر آمیز بکری میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا تھا اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے انتقال کے بعد چار سال زندہ رہ سکے۔

○

اور بھیڑیئے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی ہے۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر میں ایک اونٹ پر گزرے جس کے ذریعہ پانی کھینچا جا رہا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دیکھا تو وہ بیٹھ گیا اور اس نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ کام کی کثرت اور چارہ کی کمی کی شکایت کر رہا ہے''۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغیچہ میں داخل ہوئے جس میں اونٹ تھا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دیکھا تو آواز سے رونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک سے فرمایا کہ وہ مجھے شکایت کر رہا ہے کہ تم اسے تکلیف دیتے ہو اور اس سے برداشت سے زیادہ کام لیتے ہو۔

○

دوسرے ایک باغ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے جس میں دو نر اونٹ تھے اور ان دونوں کا مالک ان کے پکڑنے سے عاجز تھا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے ایک نے دیکھا، تو وہ آپ کے پاس آیا یہاں تک کہ گھٹنے آپ کے سامنے ٹیک دئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مہار پکڑی اور اس کے مالک کے ہاتھ میں تھما دی، پھر جب دوسرے اونٹ نے اس کو دیکھا تو اس نے بھی ایسا ہی کیا۔

○

ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے، تو زمین کو پھاڑتے ہوئے ایک درخت آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ درخت ہے جس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرے، تو اللہ نے درخت کو اجازت دی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو درختوں کو حکم فرمایا تو دونوں مل ہو گئے، پھر دونوں کو حکم فرمایا تو

دونوں الگ ہو گئے۔

○

ایک اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کو حکم فرمایا تو اس کی جڑیں کٹ گئیں یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا تو واپس اپنی جگہ پر لوٹ گیا۔

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ اونٹوں کا نحر فرمائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ سو اونٹ تھے جو سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سبقت کر رہے تھے کہ مجھ سے آپ پہل کیجئے۔ اور ایک روایت میں چھ اونٹوں کا ذکر پہل کرنے کے سلسلہ میں وارد ہے۔

دونوں روایات میں جمع اس طرح ہے کہ اونٹوں کو فدائیت کا جذبہ خالق و مالک نے عطا فرمایا تھا، ساتھ ہی یہ سمجھ بھی دی تھی کہ ہم سرکار کی تکلیف کا سبب نہ بنیں۔ اس لئے دائیں بائیں دونوں طرف سے تین تین، ایک دوسرے سے سبقت کر رہے ہوں گے۔

○

ایک کمزور بکری کے تھن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک پھیرا، جس سے نر نے ابھی جفتی نہیں کی تھی، پھر بھی تھن دودھ سے بھر گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوہ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا اور اسی طرح کا قصہ ام معبد خزاعیہ کے خیمہ میں بھی پیش آیا ہے۔

○

حضرت قتادہ ابن نعمان ظفری کی آنکھ نکل گئی یہاں تک کہ ان کے ہاتھ میں آ گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی جگہ پر لوٹا دیا، تو ان کی دونوں آنکھوں میں سے وہ سب سے زیادہ حسین تھی اور سب سے زیادہ دیکھنے میں تیز تھی، اور یہ بھی کہا گیا پتہ نہیں چلتا تھا کہ دونوں میں سے کونسی ہے۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر تھوک کے چھینٹوں کے ساتھ دم فرمایا، جب کہ آپ کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں تو اسی وقت وہ اچھے ہو گئے، اور اس کے بعد کبھی بھی آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی جب بیمار ہوئے، تو اچھے ہو گئے اور اس کے بعد عمر بھر میں یہ بیماری کبھی نہیں ہوئی۔

○

عبداللہ بن عتیک انصاری رضی اللہ عنہ کا پیر ٹوٹ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دستِ مبارک پھیرا تو اسی وقت وہ اچھا ہو گیا۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اُبی ابن خلف جمحی جنگِ احد میں قتل کیا جائے گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑی پر ذراسی خراش لگائی تو وہ مر گیا۔

○

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے مکی دوست اُمیہ بن خلف سے فرمایا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ وہ آپ کو قتل کریں گے، چنانچہ وہ بدر میں کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

○

اور جنگِ بدر میں مشرکین کے مرنے کی جگہوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی، فرمایا کہ یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے کل کو انشاء اللہ، اور یہ انشاء اللہ کل کو فلاں کے مرنے کی جگہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی جگہ سے ان میں سے کوئی ایک بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکا۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی کئی جماعتوں کی خبر دی تھی جو سمندری جہاد کریں گی

اور یہ کہ ام حرام بنت ملحان انہیں میں سے ہیں، تو ایسا ہی ہوا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

○

آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ انہیں امتحان پہنچے گا، آزمائش پہنچے گی، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور شاید اللہ تعالی اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی کذاب کے قتل کی خبر دی تھی جس رات وہ قتل کیا گیا تھا، اور قاتل کے نام کے ساتھ خبر دی تھی حالانکہ وہ صنعاء، یمن میں قتل کیا گیا تھا۔

○

اسی جیسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسری کے قتل کے بارے میں خبر دی تھی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیماء بنت بقیلہ ازدیہ کے متعلق خبر دی تھی کہ اسے سرخ رنگ والی خچری پر کالی اوڑھنی میں سوار کرایا گیا ہے، پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ہاتھوں اسی حال اور کیفیت میں وہ پکڑی گئی۔

○

اور ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا تھا کہ تم اچھی زندگی گزاروگے اور شہادت کی حالت میں تمہیں موت آئے گی، چنانچہ ان کی زندگی قابلِ تعریف گزری اور جنگِ یمامہ میں وہ شہید ہوئے۔

○

ایک شخص کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو کہ مدعیِ اسلام تھا اور وہ جہاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، یہ فرمایا تھا کہ انہ من اھل النار، تو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو سچا فرمایا اس طرح کہ اس نے خودکشی کرلی۔

○

فَقَلِيْلاً مَّا يُؤْمِنُوْنَ

اللہ تبارک وتعالی نے سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ بقرہ نازل فرمائی۔

اس میں ایک پیشن گوئی ہے کہ یہودی بہت ہی کم تعداد میں ایمان لائیں گے۔ پندرہ ہزار برس کے عرصہ میں ملک کے ملک اور فرقوں کے فرقوں مسلمان ہوگئے، مگر یہودیوں کے بارے میں یہ پیشن گوئی اٹل رہی۔ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے معدودِ چند یہودی مسلمان ہوئے۔ یہی حال اب تک بھی ہے، اور قیامت تک یہ سچی خبر اسی طرح اٹل رہے گی۔

○

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اگلی صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

○

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالی ان سے گرمی اور سردی کو دور کردے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کبھی گرمی اور سردی محسوس نہیں فرماتے تھے۔

○

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالی انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور قرآن کی تفسیر کا علم دے، چنانچہ انہیں ان کے علم کی کثرت کی وجہ سے سب سے بڑا عالم اور علم کا سمندر کہا جاتا تھا۔

○

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طولِ عمر کی دعا اور مال کی کثرت اور اولاد کی کثرت کی دعا فرمائی تھی اور اس بات کی دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالی ان کے لئے اس میں برکت فرمائے، چنانچہ ان کی پشتی نرینہ اولاد ایک سوبیس ہوئیں اور ان کا باغ سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا اور انس رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سوبیس برس یا اس کے قریب ہوئی۔

○

اور عتیبہ بن ابی لہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ مبارک پھاڑ دیا تھا اور آپ کو ایذاء دی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا فرمائی تھی کہ اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو مسلط فرمائے، تو شیر نے اسے شام کے علاقہ میں زرقاء نامی جگہ میں چیر کر رکھ دیا تھا۔

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کے نہ ہونے کی اور قحط سالی کی شکایت کی گئی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے۔ تو آپ نے اللہ عزوجل سے دعا فرمائی ایسے وقت میں کہ آسمانوں میں کوئی بادل کا ٹکڑا تک نہیں تھا۔

فوراً ہی پہاڑوں جیسے بادل اکھٹے ہوگئے اور اگلی جمعہ تک بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کی کثرت کی شکایت کی گئی، تو اللہ عزوجل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور بارش تھم گئی اور لوگ دھوپ میں چلنے لگے۔

○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خندق کو جو ہزاروں تھے ایک صاع شعیر یا اس سے بھی کم سے، اور ایک بکری کے بچہ سے کھانا کھلایا اور سب کے سب سیر ہو کر لوٹے جب کہ کھانا ابھی پہلے سے بھی زیادہ موجود تھا۔

○

اور تمام اہلِ خندق کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی کھجور میں سے کھلایا، جس کو لے کر بشیر

بن سعد کی بیٹی اپنے ابا اور اپنے ماموں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تھی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ چار سو سواروں کو بطورِ زادِ راہ کھجور دیں، جو ڈھیر تھا، اتنا تھا جیسا کہ ایک اونٹ بیٹھا ہوا ہو۔ چنانچہ اس میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چار سو سواروں کو زادِ راہ دیا پھر بھی بچ گیا، وہ بھی اس طریقہ پر کہ گویا اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں اسّی آدمیوں کو جو کی روٹیوں سے کھلایا، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی بغل کے نیچے دباتے ہوئے لے کر آئے تھے یہاں تک کہ اسّی آدمیوں نے سیر ہو کر اسے کھایا۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذاتی زادِ راہ میں سے پورے لشکر کو کھانا دیا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔

بقیہ کو اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹا کر واپس رکھ دیا اور اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تو عمر بھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں سے کھاتے رہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ، حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک اس میں سے کھاتے رہے۔

پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے، تو جو ہدیہ کے لئے لادا گیا تھا، اس میں سے پچاس وسق تھا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے راستہ میں دیا۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ بناء کے وقت جو کھانا کھلایا وہ ایک برتن میں تھا جو ام سلیم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کیا۔ پتہ نہیں چلتا تھا

کہ جب رکھا گیا تھا اس وقت اس میں کھانا زیادہ تھا یا جس وقت اٹھایا گیا۔

○

اور جنگِ حنین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر مٹی کفار کے لشکر پر پھینکی تھی اس کی برکت سے اللہ نے انہیں ہزیمت اور شکست سے دوچار کیا۔

ان میں سے بعضوں نے کہا بھی کہ ہم میں سے کوئی باقی نہیں رہا تھا کہ جس کی آنکھیں مٹی سے نہ بھر گئی ہوں، اسی کے بارے میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا **وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى**.

○

قریش کے سو آدمی کھڑے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ نکلنے کے منتظر تھے، ان کے سامنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سروں پر مٹی ڈال دی اور تشریف لے گئے اور ان کو پتہ بھی نہیں چلا۔

○

اور سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ کے قتل کے ارادہ سے یا آپ کے قید کرنے کے ارادہ سے آپ کا پیچھا کیا۔ جب آپ سے قریب ہوگیا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف بددعا فرمائی، تو اس کے گھوڑے کے اگلے پیر زمین میں دھنس گئے، تب اس نے امان کی درخواست کی اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی تو اللہ نے اسے نجات دی۔

○

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن معجزات اور واضح دلائل اور صاف ستھرے اخلاق اور بھی ہیں، ایک نمونہ دکھلانے کے لئے ہم نے اتنے ہی پر اکتفاء کیا ہے۔

اے رسولِ ہاشمی! اے سرِّ تکوینِ حیات   اے کہ تیری ذات ہے وجہِ نمودِ کائنات

تو نہ تھا تو محفلِ کون و مکاں بے رنگ تھی   تو نہ تھا تو بزمِ ہستی سازِ بے آہنگ تھی

خواب میں آسودہ ابراہیم کی تکبیر تھی   ہیبتِ ضربِ کلیم ایک خواب کی تعبیر تھی

بربطِ داؤد اک مدت سے رہنِ زنگ تھا   مے تو تھی لیکن بہت بے کیف اور کم رنگ تھا

قالبِ ہستی میں دوڑا دی شعاعِ زندگی   ہو گئی ارزاں ترے دم سے متاعِ زندگی

اس طرح توڑا طلسمِ باطلِ حرص و ہوس   چشمِ اعرابی میں کسریٰ کا تجمل خار و خس

زندگی تیرے لئے اک داستانِ عشق و مرگ   یہ جہانِ بے ثبات اک کاروانِ عشق و مرگ

حکیم احمد شجاع ساحرالمتوفی: ۱۹۶۹ء

سرورِ کون ومکاں، محبوبِ رب العالمیں
میرے آقا ساقیِ کوثر شفیع المذنبیں

خواجۂ کونین اور گھر میں فقط نانِ جویں
اور کہیں یہ بھی میسر میرے آقا کو نہیں

عظمتِ قرآں کا پرتو ان کا رخسارِ حسیں
شوکتِ کعبہ کا نقشہ ان کی زلفِ عنبریں

آپ کا اسم گرامی دلنواز و دل نشیں
آپ کا ذکرِ مبارک جاں فزا و جد آفریں

اے خوشا صلی علیٰ ان کا جمالِ دل نشیں
روحِ ایماں روحِ دل روحِ نظر روحِ یقیں

جو بہاریں ہیں یہاں وہ باغِ جنت میں نہیں
ارضِ طیبہ بے گماں ہے رشکِ فردوسِ بریں

اس کے اک ذرے کی قیمت گلشنِ جنت نہیں
یہ مدینے کی زمیں ہے، یہ مدینے کی زمیں

تھے ابوبکر و عمر عکس جمالِ ہم نشین
مصطفیٰ کے جانشیں اور آج تک ان کے قریں

مرتبہ عثمان کا کیا ہو سکے مجھ سے بیاں
وہ تو ذو النورین ہیں، ان کا کوئی ثانی نہیں

کہہ رہی ہے اہل ملت سے یہ شانِ حیدری
ظلمتِ شب سے سحر کا نور دب سکتا نہیں

مفتی نسیم احمد صاحب فریدیؒ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات

○ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مکان منازل بنو الحارث میں عوالی میں تھا۔ آپ وہاں سے گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد نبوی پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا۔ سب بدحال تھے۔

آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ میں پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر وفات کے بعد حبرہ چادر آپ پر ڈال دی گئی تھی۔

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے کپڑا ہٹایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے، بوسہ دیا، روتے رہے، اور روتے ہوئے یہ کلمات فرمائے بِأَبِیْ اَنْتَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کاش میرے باپ کا فدیہ قبول ہو جاتا۔ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو موتیں جمع نہ کرے۔ ایک موت جو سب کے لئے مقدر ہے وہ تو آ چکی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ سے نکل کر مسجد میں پہنچے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ لوگوں کو ڈانٹ رہے ہیں کہ جو کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہو گئی اسی کے لئے موت مقدر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب سے ملنے کے لئے گئے ہیں، واپس تشریف لائیں گے اور جو اس طرح کہتے ہیں ان کو قتل فرمائیں گے۔

یہ سننے کے لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیار نہیں ہیں۔ اسی لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب پہنچتے ہیں اور ان سے فرماتے ہیں بیٹھ جاؤ، تو بیٹھنے سے بھی انکار اور اپنا خطبہ بند کرنے سے بھی انکار۔

ادھر ان کا خطاب جاری اور دوسری طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا خطبہ شروع فرما دیا اور جیسے ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خطبہ کے لئے شہادتین پر پہنچے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر آپ کو گھیر لیا۔

آپ نے اَمَّا بَعْد کے بعد فرمایا فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ قال اللّٰه تعالیٰ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰاكِرِيْنَ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے صدمہ میں لوگوں کو یہ آیت یاد ہی نہیں رہی تھی۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے جیسے ہی یہ آیت کیا نکلی، کہ ہر شخص کی زبان پر وہی آیت جاری ہوگئی۔

○ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حال ہو گئے تھے، روتے جاتے اور یہ فرماتے جاتے یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کھجور کا ایک تنہ جس پر آپ خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب لوگ زیادہ ہو گئے، تو دور تک آواز پہنچ سکے، اس کے لئے آپ نے منبر بنوایا، تو یہ کھجور کا خشک تنہ آپ کی جدائی میں رو پڑا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا، تب اسے سکون ہوا، تو آپ کی امت جنہیں آپ نے چھوڑا، یہ اس خشک تنہ کی بہ نسبت رونے کی زیادہ حقدار ہے یارسول اللہ!

اسی طرح دیگر حضرات کے مراثی سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے کہ یہ بلند مرتبہ مراثی اس بات کی دلیل ہیں کہ جو حادثہ اور بلا جو اس امت کو پیش آئی ہے، بڑی زبردست ہے؛ اتنی زبردست کہ مسلمانوں نے کبھی اس جیسی مصیبت کی شکل دیکھی تک بھی نہیں تھی اور اس سے پہلے اس جیسی مصیبت سے انہیں آزمایا نہیں گیا تھا۔

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

وفات ہوگئی تو سارا مدینہ منورہ تاریک ہوگیا، اتنا تاریک، اتنا تاریک کہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں پاتا تھا۔ دوسرے کو دیکھنا درکنار، خود اپنا ہاتھ پھیلاتا، تو اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا، ایسی تاریکی چھا گئی۔

○ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس کے دو فرط میری امت میں سے آگے چلے جائیں، تو وہ سیدھا جنت میں داخل ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اگر کسی کا کوئی ایک بچہ فوت ہو جائے تو؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے موفقہ! جس کا ایک فوت ہو جائے تو وہ بھی سیدھا جنت میں داخل ہو گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جس کا کوئی ایک بھی پہلے آگے نہ گیا ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ فَاَنَا فَرَطُ اُمَّتِیْ۔ کہ میں میری امت کا فرط ہوں، اور ان کے لئے آگے جا کر انتظام کروں گا کیوں کہ میری وفات جیسی مصیبت کے ذریعہ وہ کبھی آزمائے نہیں گئے تھے۔

○ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے، تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ وہ تمام مصائب میں سب سے عظیم تر ہے۔

○ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جہاں سے تشریف بری کی مصیبت اتنی عظیم تھی کہ مدینہ منورہ کے اطراف واکناف جس سے تاریک ہوگئے، تمام انسان اپنے نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے انواع واقسام کی بلا میں مبتلا ہو گئے۔

○ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا، اس وقت خود ملائکہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حبرہ؛ سیاہ اور سرخ لکیر والی دو چادریں اوڑھادیں۔

فرماتی ہیں کہ تمام مرد صحابہ اپاہج کی طرح بیٹھ گئے، وہ ایسے لوگوں کی طرح تھے کہ صرف اجسام ہیں، روح نہیں۔ اور انواع واقسام کی بلا گویا ان میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو جھٹلا رہا تھا۔

کچھ تھے جن کی زبانیں گنگ ہو گئی تھیں، پھر وہ اس دن تو ایک کلمہ نہیں بول سکے، اگلے دن سے کچھ بولنا شروع کیا۔

دوسرے وہ بھی تھے جو بے معنی کلام بولے جا رہے تھے، جس کا کوئی مطلب نہیں ہوتا تھا۔

کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ جن کی عقلیں کام نہیں کر رہی تھیں، اور کچھ لوگ اپاہج بن کر بیٹھ گئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو جھوٹا قرار دے رہے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان میں تھے جو اپاہج ہو چکے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں تھے جن کی زبانیں گنگ تھیں۔

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھ گئی اور آپ کو تکلیف زیادہ ہونے لگی، تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کو

دیکھ کرفرمارہی تھیں **وَا کَرْبَ اَبَاہ!** ہائے میرے ابّا کی تکلیف!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوفرماتے تھے کہ آج کے بعد تیرے ابّا کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پکار رہی تھیں:

یَا اَبَتَاہ! اَجَابَ رَبًّا دَعَاہ! ہائے میرے ابّا! جنہوں نے اپنے رب کے بلاوے پر ہاں کردی۔

یَـا اَبَتَاہ! مَنْ جَنَّۃُ الْفِرْدَوْسِ مَأوَاہ! ہائے میرے ابّا! جن کا ٹھکانہ جنۃ الفردوس بن گیا۔

یَا اَبَتَاہ! اِلیٰ جِبْرِیْلَ نَنْعَاہ! ہائے میرے ابّا! ہم جبریل امین کو آپ کی موت کی اطلاع دیتے ہیں۔

پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین عمل میں آگئی، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پوچھنے لگیں **یَـا اَنَـس! اَطَـابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوا عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ التُّرَابَ**۔ اے انس! تمہیں کیسے گوارا ہوا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈال سکے؟

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کردیا گیا تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر پر پہنچیں، قبر کی مٹی کی ایک مٹھی ہاتھوں میں لی، اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور روتی جاتی تھیں اور یہ شعر پڑھتی تھیں:

ماذا علی من شم تربۃ احمد　　ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

جس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی مٹی کو سونگھا تو اب دنیا بھر کی مصیبتیں اس کے بعد دیکھنا اور ان کو سونگھنا اس کے سامنے ہیچ ہے

صبت علی مصائب لو انہا   صبت علی الایام عدن لیالیا

مجھ پر وہ مصیبتیں ٹوٹیں کہ اگر یہ مصیبتیں
دنوں پر ٹوٹی ہوتیں تو یہ دن بھی تاریک راتیں بن جاتے

○ مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا، مہاجرین اور انصار اپنے گھروں میں واپس پہونچ گئے، اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے حجرہ میں پہنچ گئیں، تو صحابیات آپ کے حجرہ میں آپ کی خدمت میں پہنچیں، تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ شعر پڑھ رہی تھیں:

اغبر آفاق السماء وکورت   شمس النہار واظلم العصران

آسمان کے کنارے اور اطراف غبار آلود ہو گئے اور نیر تاباں، خورشید عالم سورج
بھی بے نور ہو گیا اور رات اور دن، دنیا اور آخرت سب تاریک نظر آرہے تھے

فالارض من بعد النبی کئیبۃ   اسفا علیہ کثیرۃ الرجفان

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے اب زمین بھی غمگین ہے
اس پر افسوس کے مارے بکثرت وہ زلزلہ کی طرح ہل رہی ہے

فلتبکہ شرق البلاد وغربہا   ولتبکہ مضر وکل یمان

تمام مشرقی اور مغربی ممالک اور علاقے آپ پر رو رہے ہیں
مضر اور سارا یمن رو رہا ہے

ولیبکہ الطود المعظم جوہ   والبیت ذو الاستار والارکان

پہاڑ اور پہاڑوں کی فضائیں آپ پر رو رہی ہیں
غلاف اور ارکان والا بیت اللہ، کعبہ وہ رونے میں مصروف ہے

یا خاتم الرسل المبارک صنوہ صلی علیک منزل الفرقان

اے خاتم الانبیاء! اللہ تبارک و تعالیٰ جس نے فرقان نازل فرمایا
اس کی کڑور ہا کڑور رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں

○ ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کبھی ہنستے دیکھا نہیں گیا تھا، ہر وقت، ہر گھڑی، ہمیشہ، آپ کے آنسو جاری رہتے تھے۔

اور کبھی کوئی چیز، کوئی ٹکر آپ کو لگ جاتی اور جسم زخمی ہو جاتا تھا، تو آپ کو نہ اس کی تکلیف کا پتہ چلتا تھا نہ اس کا احساس ہوتا تھا۔ کبھی ان سے کوئی بات پوچھی جاتی تو انہیں اس کا پتہ نہیں چلتا تھا۔

آپ کے اس حال کے مناسب کسی شاعر نے کہا:

دع مقلتی تبکی علیک بادمع ان البکاء شفاء قلب الموجع

میری آنکھوں کو بہت زیادہ آنسوؤں کے ساتھ تجھ پر رونے دے
کہ اس زخمی قلب کی شفاء اسی رونے میں ہے

ودع الدموع تلد جفنی فی الھوی من غاب عنہ حبیبہ لم یھجع

میرے آنسوؤں کو چھوڑ دے کہ میری پلکوں سے محبت میں لڑتے رہیں، جھگڑتے رہیں،
کیوں کہ جس کا حبیب چلا گیا ہو، اسے نیند کہاں آسکتی ہے؟

ولقد بکیت علیک حتی رق لی من کان فیک یلومنی و بکی معی

میں آپ پر روئی، روئی، یہاں تک کہ اس رونے کی وجہ سے آپ کے بارے میں جو مجھے ملامت کر رہا تھا
یہ منظر دیکھ کر اس کا دل بھی پسیج گیا اور اس نے بھی میرے ساتھ رونا شروع کر دیا

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دفن کر دیا گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ قبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے:

ان الصبر لجميل الا عنک　　وان الجزع لقبيح الا عليک

دنیا بھر کے تمام مصائب پر صبر کرنا ہی بہتر ہے مگر نہیں نہیں، آپ پر نہیں، آپ پر صبر اچھا نہیں ہے
آہ و بکاء اور فریاد یہ یقیناً بری ہے لیکن نہیں نہیں، آپ کی وفات پر بری نہیں ہے

○ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کی اطلاع کان میں پڑتے ہی کائنات کے مشاہدہ سے آنکھیں بند کر لیں، بلکہ سجدہ میں چلے گئے اور گڑگڑا کر حق تعالیٰ سے فریاد کرتے رہے کہ الٰہی! تو نے میرے محبوب کو اپنے پاس بلا لیا۔ میری دونوں آنکھوں کی بصارت بھی تو واپس لے لے، کیوں کہ وہ میرے محبوب نہیں ہیں جن کو میں ان آنکھوں سے دیکھ سکوں تو اب مجھے ان دونوں آنکھوں کی ضرورت نہیں۔ میری درخواست ہے کہ میری بینائی تو واپس لے لے۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے سجدہ سے سر اٹھایا، اس کے بعد سے لے کر وفات تک وہ نابینا رہے۔

○ محمد بن ابراہیم تیمی فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دینے لگے، جب کہ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں رکھا نہیں گیا تھا۔ اس حال میں جب اذان میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادتین پر پہونچتے ہیں اور فرماتے ہیں **اشهد ان محمدا رسول الله**! تو مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر لوگوں کی چیخیں بلند ہوگئیں۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہوگئی، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ اذان کی خدمت اسی طرح جاری رکھئے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ نے مجھے اس لئے آزاد کیا تھا کہ میں آپ کی خدمت میں آپ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے رہوں۔ تو اس کا آپ کو اختیار ہے، لیکن اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے آزاد کیا ہے تو جس کے لئے آپ نے مجھے آزاد کیا ہے، تو مجھے اس کے لئے چھوڑ دیجئے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ **ما اعتقتک الا للّٰہ** میں نے اللہ ہی کے لئے تمہیں آزاد کیا تھا۔ تو حضرت بلال عرض کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے اذان نہیں دے سکتا۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو اپنے بارے میں اس کا اختیار ہے۔

آگے راوی فرماتے ہیں کہ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ جب شام کی طرف لشکر جانے لگے، تو ان کے ساتھ شام چلے گئے اور اخیر تک پھر وہیں رہے۔

○ جب مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے مسلمانوں کے دل بہت زیادہ غمگین تھے، تو یہ منظر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ نہیں سکتے تھے، اسی وجہ سے مدینہ منورہ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور زبان حال سے یہ فرما رہے تھے:

ولما نأی الاحباب عنی و اعرضوا ولم ارج بعد البین من نحوهم قربا

جب احباب اور محبوب چلے گئے

اور اب قرب کی کوئی امید نہیں ہے اس جدائی کے بعد

خرجت بنفسی هاربا عن دیارهم   لئلا تری العینان ما یؤلم القلبا

تو اب میں ان کے علاقہ کو چھوڑ کر بھاگ رہا ہوں
تا کہ میری یہ دونوں آنکھیں محبوب کے دیار کو دیکھ کر قلب کو غمگین نہ کرتی رہیں

○ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کھانا پینا ترک کر دیا تھا اور اس طرح چند دن میں اپنی جان دے دی تھی۔ اور ایک نے فراق کی پریشانی کے عالم میں گڑھے میں گر کر اپنی جان مالک کے سپرد کر دی تھی۔

○ محبّ جب محبوب کے آثار اور نشانات کو دیکھتا ہے، تو اس کا غم اور کرب اور بھڑ کتا ہے بالخصوص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف، اگر چہ یہ قبر کا حصہ ایسا ہے کہ اس کی روئے زمین پر خصوصیت ہے کہ ہر دن اور ہر رات ستر ہزار ملائکہ یہاں پر حاضری دیتے ہیں۔

○ نبیہ بن وہب سے مروی ہے کہ حضرت کعب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ سب حضرات کرنے لگے، تو حضرت کعب رضی اللہ تعالی عنہ فرمارہے تھے کہ کوئی فجر طلوع نہیں ہوتی مگر آسمان سے ستر ہزار فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو اپنے پروں سے چھونے کے لئے آسمانوں سے اترتے ہیں۔ پھر اپنے پروں سے قبر مبارک کو چھو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ شام تک اسی عبادت میں وہ رہتے ہیں۔
جب شام ہو جاتی ہے تو یہ فرشتے آسمان کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ اور دوسرے ستر ہزار

اترتے ہیں۔ وہ بھی قبر شریف پر پہنچ کر قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں، اپنے پروں سے قبر شریف کو چھوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ ستر ہزار رات میں اترتے ہیں اور ستر ہزار دن میں اترتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب حشر ہوگا اور زمین پھٹے گی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک سے اٹھ کھڑے ہوں گے، تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ سلم کو اپنے بیچ میں لے کر ستر ہزار فرشتے چلنا شروع کریں گے۔

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے اعمال ہر پیر اور جمعرات کی شام میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کے اعمال اچھے ہوتے ہیں تو میں ان کے اچھے اعمال دیکھ کر اللہ کی حمد کرتا ہوں اور برے اعمال دیکھ کر تمہارے لئے میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

○ دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

○ اصبہانی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو میں اسے سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر پڑھتا ہے، مجھے اس کی اطلاع دی جاتی ہے۔

○ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زمین میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ملائکہ سیاحین ہیں جو میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے رہتے ہیں۔

○ سلیمان بن سحیم فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ لوگ جو آپ کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں اور آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں، آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جی ہاں! اور میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

○ عمران بن حمیری فرماتے ہیں کہ مجھ سے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک حدیث سناؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سنائی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ملائکہ میں سے ایک فرشتہ کو تمام مخلوقات کی آواز سننے کی اور سمجھنے کی قوت عطا فرما رکھی ہے، جو میری قبر پر ہر وقت کھڑا ہے اور قیامت تک وہاں پر وہ کھڑا رہے گا۔

میری امت میں سے جو بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے کہ اے احمد! آپ کی امت میں سے اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر وہ مجھ سے کہتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر اتنا اور اتنا ان الفاظ سے درود پیش کیا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ضمانت لی ہے کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْراً جو آپ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا تو اللہ تبارک وتعالی کی اس پر دس رحمتیں نازل ہوں گی وَاِنْ زَادَہٗ زَادَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اور اگر وہ زیادہ پڑھے گا تو اللہ عزوجل کی رحمتیں بھی مزید ہوں گی۔

قال سيدنا ابو بكر الصديق رضى اللّٰه تعالىٰ عنه

أجـدِّک مـا لِـعَيْـنِک لا تـنـامُ كـأنَّ جُـفُـونَهـا فيهـا كِـلامُ
لأمـرِ مـصيبةٍ عَـظُـمتْ وجَـلَّتْ فَـدَمْـع العينِ أهْـوَنُـه السِّـجـامُ
فُـجِـعـنـا بـالنبى وكـان فينـا اِمـامَ كـرامةٍ،نِـعْـم الامـامُ
وكـان قِـوامَـنـا والـرأسَ مِـنَّـا فـنـحـنُ اليوم ليـس لنـا قِـوامُ
نـمـوجُ ونشتكـى مـا قـدْ لَقينا ويَـشـكـو فَـقْـدَه البلـدُ الحـرامُ
كـأن أُنُـوْفَـنـا لاقَيـنَ جَـدْعًـا لِـفَـقْـدِ مـحـمـدٍ فيهـا اضْـطِلامُ
لِـفـقـدِ أغـرَّ أبيـضَ هـاشـمـيٍّ تَـمـامِ نبـــوةٍ وبـه الخِتامُ
أمـينٌ مـصطفـىً لـلْـخيـرِ يدعو كَـضَـوءِ البـدرِ زَايَـلَـهُ الظَّـلامُ
سَـأتْبـعُ هَـدْيَـه مـا دمـتُ حيًّـا طَـوالَ الـدَّهـر مـا سَجَعِ الحَمامُ
أديـنُ بِـدِيـنـه ولِـكُـلِّ قـومٍ قـديـمٌ مـن ذَوائبهـم نِـظـامُ
فـلا تبـعـدْ فَـكُـلُّ كـريـمِ قـومٍ سَيُـدرِكُـه ولـوْ كـرِه الحِـمـامُ
كـأنَّ الارضَ بَـعْـدک طار فيهـا فـأشْـعَـلَهـا بسـاكِـنهـا ضِـرامُ
فـقـدنـا الـوحـىَ اذ ولَّيـتَ عـنَّـا فـودَّعـنـا مَـن الـلّٰـهِ الكَـلامُ
سِـوٰى مـا قـد تـركـتَ لنـا رهينًـا تـوارَثُـهُ الـقـراطِيـسُ الكِـرامُ
فـقـدْ اَوْرَثْتَـنـا ميـراثَ صـدقٍ عـليـكَ بـه التـحيةُ والسـلامُ
مِـن الـرَّحـمـنِ فِـى اعـلٰى جِنـانٍ مِـن الـفـردوسِ طـابَ بـه المقـامُ
رفيـقَ ابيکَ ابـراهيـمَ فيهـا ومـا فـى مثـلِ صـحبتـهِ نَـدَامُ
واسـحـاقُ واسـمـاعيـلُ فيهـا بِهـا صَـلَّـوا لِـربِّهـمُ وصـامُـوا

وقال سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

مازلتُ مذْ وُضِعَ الفِراشُ لجنْبِهِ　　و ثَوی مریضًا خائفًا اَتَوَقَّعُ
شفقًا علَیّ اَنْ یزولَ مکانُہُ　　عنَّا فنبقیٰ بعدَہ نَتَفَجَّعُ
نفْسی فداؤُک مَن لنا فی أمرِنا　　اَمْ مَن نشاورُہ اذا نتوجَّعُ
واذا تحلُّ بنا الحوادثُ مَن لنا　　بالوحی من ربٍّ عظیمٍ نسمعُ
لیتَ السماءَ تفطَّرتْ أکنافُھا　　وتناثرتْ منھا نُجومٌ نُزَّعُ
لما رأیتُ الناسَ ھدَّ جمیعَھم　　صوتٌ یُنادی بالنَّعیِّ المُسْمِعُ
والناسُ حول نبیھِم یدْعونہ　　یبکونَ، اَعْیُنُھُمْ بماءٍ تَدْمَعُ
و سمعتُ صوتًا قبل ذلک ھَدَّنی　　عباسُ یَنْعاہ وصوتٌ مُفْظِعُ
فَلْیَبْکِہِ اَھلُ المدینۃِ کُلُّھم　　والمسلمونَ بکل ارضٍ تَجْزَعُ

وقال سیدنا عثمان بن عفان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

فَیا عَیْنِیْ ابْکِیْ وَلَا تَسْأَمِی　　وَحُقَّ الْبُکَاءُ عَلَی السَّیِّدِ
تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک　　اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا

وقال سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

ألا طَرَقَ النَّاعی بِلَیْلٍ فَرَاعَنِی　　فأرَّقَنی لمَّا اسْتَقَلَّ مُنادیا
فقلتُ لہ لمَّا رأیتُ الذی اتٰی　　أغیْر رسولِ اللّٰہ اِن کنتَ نَاعیا
فحقَّق ما اشفقتُ منہ ولم یَبُلْ　　وکان خَلیلی عُدَّتی وجَمالیا
فواللّٰہ ما اَنْسَاک احمدُ ما مَشَتْ　　بِیَ العِیْسُ فی ارضٍ وجاوزتُ وادیا

وقال سيدنا عبد اللّٰه بن انيس رضى اللّٰه تعالىٰ عنه

تَـطَاولَ لَيْـلِـى واعتـرتْنى القَوارعُ   وخَـطـبٌ جليـلٌ لِـلْبَـلِيَّةِ جـامِـعُ
غَـــــداةَ نعى النَّاعى الينا محمدًا   وتلكَ التى تَسْتَكُّ مِنها المسامِعُ
فـلـو ردَّ ميتًـا قتـلُ نـفسى قَتَلْتُهـا   ولـكـنَّـه لا يـدفـع الـموتَ دافـعُ
فآليتُ لا آسى على هُلكِ هالكٍ   من الـنـاس مـا اوْفٰى ثَبيـرٌ ورافعُ
ولـكـنَّـنـى تـالٍ عليـه ومُتْبِعٌ   مـصيبتَـهُ: اِنِّـى الى اللّٰـهِ رَاجِـعُ
وقـد قبـض اللّٰـه النَّبِيِّيْنَ قبلَـه   وعـادُ اصيبـتْ بـالـرُّزا والتَّبابِـعُ

وقالت هند بنت اثاثة رضى اللّٰه تعالىٰ عنها

اَشَــابَ ذُؤابَتِــى واذلَّ رُكْـنِـى   بكـاؤُكِ فـاطِـمُ الـمَيْتَ الفقيدا
فـأعـطيـتَ الـعطـاءَ ولـم تُكدِّرْ   وأخـدمــتَ الـولائـدَ والـعبيـدا
وكـنـتَ مـلاذنـا فـى كـل لَـزْبٍ   اذا هبَّـــتْ شـــاميةٌ بَــرودا
وانـك خيـرُ مَـنْ ركـبَ الـمَطايا   واكـــرمُهـم اذا نُسِبُـوا جُـدودا
رسـولُ الـلّٰـــه فــارَقَـنـا وكـنَّـا   نُـرجِّـى ان يـكـونَ لـنـا خَـلُـودا
افـاطـمُ فـاصْبِرى فلقد اصابتْ   رَزِيَّتُكِ التَّهـــائـمَ والــنُّـجـودا
واهــلَ البَــرِّ والابـحــارِ طُـرًّا   فَـلـم تُـخْـطِئْ مـصيبتُـه وَحيـدا
وكــان الـخيـرُ يُـصْبِـحُ فـى ذُرَاهُ   سـعيـدَ الـجَـدِّ قـد وَلَـدَ السُّعـودا

وقالت صفية رضى اللّٰه تعالیٰ عنها
(عمة النبى صلى اللّٰه عليه وسلم)

عينُ جُودى بِعَبــــرةٍ وانْتِحابٍ — لِـلـــنَّبـى الـمـطَهَّـر الاثْـواب
وانْـدُبى المصطفٰى وسُحِّى وجُمِّى — بدُمُـوعٍ غَـزيــــرةِ الأسـراب
عيـنُ مَـنْ تـنْـدُبين بعدَ رسول — الـلّٰــهِ قد خصَّـهُ بـأمِّ الـكتـاب
واجْتبَــاه بـعـلْـمــه وارْتـضـاه — وهَـداه بـعـد الـعمٰى للـصَّواب
فــالـحُ حــاتـمٌ رؤوفٌ رحيـمٌ — صـادقُ الْـقيـلِ طيِّـبُ الاثْـواب
مُشْفِقٌ نـاصـحٌ حـريصٌ علينا — رحـمةٌ مِـنْ الٰهِـنـا الـوَهَّـابِ
رحـمة الـلّٰــه والسَّلامُ عـليــه — وجـزاهُ الـمـليکُ خيـرَ الـثواب

وقالت صفية ايضارضى اللّٰه تعالیٰ عنها
(وتُروى لأُختها اَرْوٰى)

ألاَ يـا رسـول الـلّٰـهِ كنتَ رجاءَ نا — وكـنـتَ بـنـا بَـرًّا ولم تكُ جـافيـا
وكـنـتَ بـنـا رؤوفـاً رحيـمًا نبيًّـا — لِيَبْکِ عـليکَ اليومَ مَنْ کان باكيا
لَعـمـرُک مـا أبـكِـى الـنبىَّ لِفَقْدِه — ولـکـن لِهَـرْجٍ كـان بـعدَک آتيـا
كـأن علٰى قـلـبـى لِـذكرٰى محمدٍ — ومـا خِـفـتُ من بعد النبى المكاوِيا
اَفـاطـمُ صـلـى الـلّٰــه ربُّ محمدٍ — علٰى جَـدَثٍ امسٰى بيَثْرِبَ ثـاوِيـا
أرٰى حَسَــنًــا اَيْتـَمْـتَـه وتَـرکْـتَـه — يُـبـكِّـى ويـدعـو جَـدَّه اليـومَ نـائِيـا
فـدىً لـرسـول الـلّٰــه اُمِّى وخالتى — وعَـمِّـى ونـفـسـى قُـصْـرَةً ثم خاليا
صَبَـرْتَ وبَـلَّـغْـتَ الـرِّسالة صادقا — وقـوَّمـتَ صُـلْـبَ الدِّين اَبْلَجَ صافيا
فـلـوْ اَنَّ ربَّ الـعـرش ابقاکَ بيننا — سَـعِـدْنـا ولـكنْ اَمْرُه كـانَ مـاضيـا
عـليکَ مِـن الـلّٰــه الـسلامُ تَـحِيَّةً — واُدْخِـلْـتَ جنَّـاتٍ من العَدْنِ راضيا

سیرت پاک کی ترتیب زمانی

اسلامی	عیسوی		واقعات
		آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے چند ماہ قبل	والد ماجد عبداللہ کی وفات
		۵۰ دن قبل از ولادت	واقعۂ اصحاب فیل
۸ یا ۱۲ر ربیع الاول	۲۹ر اگست ۵۷۰م یا ۲۲ر اپریل ۵۷۱م	بروز دوشنبہ	سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
			سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں رضاعت
	۵۷۵م	بعمر ۴ سال بروایتے	والدہ ماجدہ آمنہ ابواء میں وفات پاگئیں
	۵۷۶م	بعمر ۵ سال	واقعۂ شق صدر
	۵۷۶م	بعمر ۵ سال	والدہ ماجدہ کے یہاں واپسی
	۵۷۶م	بعمر ۵ سال بروایتے	والدہ ماجدہ آمنہ ابواء میں وفات پاگئیں

	۵۷۷ء م	بعمر ۶ سال	سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی والدہ ماجدہ کی معیت میں سفر مدینہ
	۵۷۷ء م	بعمر ۶ سال	والدہ ماجدہ آمنہ ابواء میں وفات پا گئیں
	۵۷۷ء م	بعمر ۶ سال	جدامجد عبدالمطلب نے کفالت لی
	۵۷۹ء م	بعمر ۸ سال ۲ ماہ ۱۰ دن	جدامجد عبدالمطلب وفات پا گئے
	۵۷۹ء م	بعمر ۸ سال	چچا ابوطالب کی کفالت میں آئے
	۵۸۳ء م	بعمر ۱۲ سال ۲ ماہ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چچا ابوطالب شام کے سفر پر لے جاتے ہیں
	۵۸۳ء م	بعمر ۱۲ سال ۲ ماہ	بحیرا راہب کی شہادتِ نبوت اور راستہ سے واپسی
محرم	۵۸۵ء م	بعمر ۱۴ یا ۱۵ سال	چچا ابوطالب کے ساتھ حرب فجار میں شرکت
	۵۹۱ء م	بعمر ۱۶ یا ۲۰ سال	حلف الفضول
	۵۹۵ء م	بعمر ۲۳ یا ۲۴ سال	ام المؤمنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کی تجارت کے سلسلہ میں شام کا سفر
	۵۹۶ء م	بعمر ۲۵ سال ۲ ماہ ۱۰ دن	ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
		قبل ولادت سیدہ زینب	سیدنا قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور دو سال کے بعد وفات
	۶۰۱ء م	بعمر ۳۰ سال	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت

	سنہ ٦٠٤م	بعمر ۳۳ سال	سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت
			آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نداءِ غیبی، حجر شجر کا سلام، اور ہر سال غار حرا میں ایک ماہ کا اعتکاف و مجاورت
	سنہ ٦٠٦م	بعمر ۳۵ سال	تعمیر کعبہ میں شرکت
	سنہ ٦٠٦م	بعمر ۳۵ سال	حجر اسود کے نصب کے لئے تحکیم
	سنہ ٦٠٩م	بعمر ۳۸ سال	غار حرا کی خلوت اور علامات نبوت کے ظہور کا تسلسل
	سنہ ٦١٠م	بعمر ۳۹ سال	رؤیائے صادقہ کا تسلسل
۹ر ربیع الاول یا ۱۸ر رمضان سنہ ۱ نبوی	۱۲ر فروری یا ۱۷ر اگست سنہ ٦١٠م	بعمر ۴۰ سال	سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز کیا گیا اور وحی کا آغاز
سنہ ۱ نبوی	سنہ ٦١٠م	بعمر ۴۰ سال	فجر و عصر کی دو دو رکعت کی فرضیت
سنہ ۱ نبوی			ام المؤمنین خدیجہ، سیدنا ابوبکر، سیدنا علی اور سیدنا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اسلام
سنہ ۱ نبوی			دعوت اسلام کی ابتداء
سنہ ۱ نبوی			سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت
			سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت
			سیدنا عبد اللہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور وفات

سنہ ٣ (اواخر) یا سنہ ۴ نبوی	سنہ ٦١٣م		علانیہ دعوت اسلام کی ابتداء
رجب سنہ ۵ نبوی	سنہ ٦١٤م		صحابہ کرام کی حبشہ کی طرف ہجرت
سنہ ٦ نبوی	سنہ ٦١۵م		سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام
سنہ ٦ نبوی			سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام
سنہ ٦ نبوی			صحابہ کرام کی حبشہ کی طرف دوسری ہجرت
ا رمحرم سنہ ٧ نبوی	سنہ ٦١٦م	بروز سہ شنبہ	صحیفۂ مقاطعہ اور بنو ہاشم سے بائیکاٹ
سنہ ٧ نبوی			بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا
سنہ ٨ نبوی	سنہ ٦١٧م		شعب ابی طالب میں حصار جاری
سنہ ٩ نبوی	سنہ ٦١٨م		اب تک بھی بنو ہاشم محصور ہیں
سنہ ٩ نبوی			صحیفۂ قریش کو دیمک نے کھالیا اور حصار کا خاتمہ
سنہ ٩ نبوی			معجزۂ شق القمر
سنہ ١٠ نبوی عام الحزن			چچا ابو طالب کی وفات
رمضان سنہ ١٠ نبوی			ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات
رمضان سنہ ١٠ نبوی			ام المؤمنین سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

۱۰ھ نبوی	۶۱۹ء م		قریش کی ایذاء رسانی میں اضافہ
۲۶/۲۷ شوال ۱۰ھ نبوی			سفر طائف
ذوالقعدہ ۱۰ھ نبوی			موسم حج میں قبائل کو دعوت اسلام
شوال ۱۱ھ نبوی			اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث
شوال ۱۱ھ نبوی			ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
۱۱ھ نبوی	۶۲۰ء م		منیٰ میں بنو خزرج کو اسلام کی دعوت
۲۷ رجب/ رمضان ۱۲ھ نبوی		دوشنبہ	واقعۂ اسراء ومعراج
۱۲ھ نبوی	۶۲۱ء م	لیلۃ الاسراء	فرضیت صلوۃ
ذوالحجہ ۱۲ھ نبوی			بیعت عقبۂ اولیٰ
۱۲ھ نبوی			سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعوت و تعلیم کے خاطر مدینہ منورہ بھیجا گیا
۱۳ھ نبوی			سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام
۱۲/ذوالحجہ ۱۳ھ نبوی			بیعت عقبۂ ثانیہ

سنہ ۱۳ نبوی			مدینہ منورہ کو ہجرت کی ابتداء
۱رمحرم سنہ ۱ ہجری	۱۵، جولائی سنہ ۶۲۲م		آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے قریش کا مشورہ
۲۷رصفر سنہ ۱ ہجری	اگست سنہ ۶۲۲م		آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت
۸رربیع الاول سنہ ۱ ہجری	ستمبر سنہ ۶۲۲م		قبا میں ورود
۱۲رربیع الاول سنہ ۱ ہجری	۲۳، ستمبر سنہ ۶۲۲م	بروز دوشنبہ یا جمعہ بوقت ضحیٰ	مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے
ربیع الاول سنہ ۱ ہجری	ستمبر سنہ ۶۲۲م		تعمیر مسجد قبا
ربیع الاول سنہ ۱ ہجری	ستمبر سنہ ۶۲۲م		تعمیر مسجد نبوی
سنہ ۱ ہجری	سنہ ۶۲۲م		سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت
ربیع الثانی سنہ ۱ ہجری	اکتوبر سنہ ۶۲۲م		ظہر، عصر، عشاء کی چار چار رکعات کی فرضیت
جمادی الاخری سنہ ۱ ہجری	دسمبر سنہ ۶۲۲م		مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات
سنہ ۱ ہجری			یہود مدینہ کے ساتھ معاہدہ
سنہ ۱ ہجری			موذیوں سے قتال کی اجازت

رمضان ۱؁ ہجری	مارچ ۶۲۳؁م		سریہ حمزہ بن عبد المطلب
شوال ۱؁ ہجری	اپریل ۶۲۳؁م		سریہ عبیدہ بن حارث
شوال ۱؁ ہجری	اپریل ۶۲۳؁م		ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی
ذوالقعدہ ۱؁ ہجری	مئی ۶۲۳؁م		سریہ سعد بن ابی وقاص
۱؁ ہجری	۶۲۳؁م		سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام
۱؁ ہجری	۶۲۳؁م		اذان واقامت کی مشروعیت
۲؁ ہجری	۶۲۳؁م		جہاد کی فرضیت
۱۲رصفر ۲؁ ہجری	۱۳، اگست ۶۲۳؁م		غزوۂ ابواء
ربیع الاول ۲؁ ہجری	ستمبر ۶۲۳؁م		غزوۂ بواط
جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخری ۲؁ ہجری	اکتوبر رنومبر ۶۲۳؁م		غزوۂ بدر اولیٰ
جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخری ۲؁ ہجری	اکتوبر رنومبر ۶۲۳؁م		غزوۂ عشیرہ

رجب ۲؁ ہجری	دسمبر ۶۲۳؁م		سریہ عبداللہ بن جحش
رجب/شعبان ۲؁ ہجری	دسمبر ۶۲۳؁م جنوری ۶۲۴؁م		تحویل قبلہ
شعبان ۲؁ ہجری	جنوری ۶۲۴؁م		فرضیت زکوۃ اور صیام رمضان
۱۷/رمضان ۲؁ ہجری	۱۲/مارچ ۶۲۴؁م	بروز جمعہ	غزوۂ بدر کبریٰ
رمضان ۲؁ ہجری	مارچ ۶۲۴؁م		صدقۂ فطر کی مشروعیت
رمضان ۲؁ ہجری	مارچ ۶۲۴؁م		سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات
شوال ۲؁ ہجری	مارچ ۶۲۴؁م		غزوۂ بنو قینقاع
ذوالحجہ ۲؁ ہجری	مئی ۶۲۴؁م		سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

ربیع الاول یا شعبان ۳ ہجری	اگست ۶۲۴ م / جنوری ۶۲۵ م		سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح
رمضان ۳ ہجری	فروری ۶۲۵ م		ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
۱۵ شعبان یا رمضان ۳ ہجری	۲۹ جنوری ۶۲۵ م ۲۷ فروری ۶۲۵ م		سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت
۱۵ شوال ۳ ہجری	۲۹ مارچ ۶۲۵ م	بروز سنیچر	غزوۂ احد
۳ ہجری	۶۲۵ م		ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
محرم ۴ ہجری	جون ۶۲۵ م		غزوۂ حمراء الاسد
صفر ۴ ہجری	جولائی ۶۲۵ م		غزوۂ رجیع
ربیع الاول ۴ ہجری	اگست ۶۲۵ م		غزوۂ بئر معونہ

ربیع الاول ۴؁ ہجری	اگست ۶۲۵؁م		غزوۂ بنونضیر
شعبان ۴؁ ہجری	جنوری ۶۲۶؁م		تحریم خمر
۴؁ ہجری	۶۲۶؁م		ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات
شوال ۴؁ ہجری	مارچ ۶۲۶؁م		ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
۴؁ ہجری	۶۲۶؁م		سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت
۳/شعبان ۵؁ ہجری	۲۶/دسمبر ۶۲۶؁م		غزوۂ بنو مصطلق
شعبان ۵؁ ہجری	دسمبر ۶۲۶؁م		مشروعیت تیمّم
شعبان ۵؁ ہجری	دسمبر ۶۲۶؁م		واقعۂ افک
شعبان ۵؁ ہجری	دسمبر ۶۲۶؁م		ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
شوال ۵؁ ہجری	فروری ۶۲۷؁م		غزوۂ خندق
ذوالقعدہ ۵؁ ہجری	مارچ ۶۲۷؁م		ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

۵ ہجری	۶۲۷ م		مشروعیت حجاب
ذوالقعدہ ۵ ہجری	مارچ ۶۲۷ م		غزوۂ بنوقریظہ
۵ ہجری	۶۲۷ م		سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات
۶ ہجری			حج کی فرضیت
ذوالقعدہ ۶ ہجری	مارچ ۶۲۸ م		صلح حدیبیہ
۶ ہجری	۶۲۸ م		بیعت رضوان
۱ رمحرم ۷ ہجری	۱۰ رمئی ۶۲۸ م		ملوک وسلاطین عالم کو دعوت اسلام کا آغاز
صفر ۷ ہجری	جون ۶۲۸ م		غزوۂ ذی قرد
صفر ۷ ہجری	جون ۶۲۸ م		غزوۂ خیبر
۷ ہجری	۶۲۸ م		تحریم متعہ
۷ ہجری	۶۲۸ م		تحریم حمر اہلیہ
۷ ہجری	۶۲۸ م		خیبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش
۷ ہجری	۶۲۸ م		سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام
جمادی الاولی ۷ ہجری	ستمبر ۶۲۸ م		ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
۷ ہجری	۶۲۸ م		ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

جمادی الاولی ۷ھ ہجری	ستمبر ۶۲۸م		غزوۂ ذات الرقاع
ذوالقعدہ ۷ھ ہجری	مارچ ۶۲۹م		عمرۃ القضاء
آخر ذوالقعدہ ۷ھ ہجری			ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح
محرم ۸ھ ہجری	اپریل ۶۲۹م		سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
جمادی الاولی ۸ھ ہجری	اگست ۶۲۹م		غزوۂ موتہ
۱۹ر رمضان ۸ھ ہجری	۸ر جنوری ۶۳۰م		غزوۂ فتح مکہ
رمضان ۸ھ ہجری	جنوری ۶۳۰م		غزوۂ حنین
رمضان ۸ھ ہجری	جنوری ۶۳۰م		سریۂ اوطاس
شوال ۸ھ ہجری	جنوری ۶۳۰م		غزوۂ طائف
ذوالقعدہ ۸ھ ہجری	فروری ۶۳۰م		عمرۂ جعرانہ

ذوالحجہ سنہ ۸ ہجری	مارچ سنہ ۶۳۰م		سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
سنہ ۹ ہجری	سنہ ۶۳۰م		قبائل عرب کا جوق در جوق اسلام میں داخلہ
رجب سنہ ۹ ہجری	اکتوبر سنہ ۶۳۰م		غزوۂ تبوک
رجب سنہ ۹ ہجری	اکتوبر سنہ ۶۳۰م		شاہ حبشہ نجاشی کی وفات
شعبان سنہ ۹ ہجری	نومبر سنہ ۶۳۰م		سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
سنہ ۹ ہجری	سنہ ۶۳۰م		نزول سورۂ براءۃ
ذوالحجہ سنہ ۹ ہجری	مارچ سنہ ۶۳۱م		سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں حج
سنہ ۱۰ ہجری	سنہ ۶۳۱م		فتنۂ مسیلمۃ الکذاب
سنہ ۱۰ ہجری	سنہ ۶۳۱م		فتنۂ اسود عنسی
سنہ ۱۰ ہجری	سنہ ۶۳۱م		عبداللہ بن ابی ابن سلول کی موت
ربیع الاول سنہ ۱۰ ہجری	جون سنہ ۶۳۱م		سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
رمضان سنہ ۱۰ ہجری	دسمبر سنہ ۶۳۱م		سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری بیس دن کا اعتکاف
۲۶/ذوالقعدہ سنہ ۱۰ ہجری	۲۲/فروری سنہ ۶۳۲م		حجۃ الوداع کے لئے روانگی

؁۱۱ ہجری	؁۶۳۲ء		اسود عنسی کا قتل
اواخر صفر ؁۱۱ ہجری	مئی ؁۶۳۲م		مرض وفات کا آغاز
ربیع الاول ؁۱۱ ہجری	مئی/جون ؁۶۳۲م	بروز دوشنبہ بوقت چاشت	سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال
ربیع الاول ؁۱۱ ہجری	مئی/جون ؁۶۳۲م	شب چہار شنبہ	سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین
ربیع الاول ؁۱۱ ہجری	مئی/جون ؁۶۳۲م		سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر صحابہ کرام کی بیعت

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِداً   أَرْجُوْا رِضَاکَ وَاحْتَمِیْ بِحِمَاکَ

وَاللّٰهِ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ   قَلْباً مَشُوْقاً لَا يَرُوْمُ سِوَاکَ

أَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ   کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ

أَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ آدَمُ   مِنْ زَلَّةٍ بِکَ فَازَ وَهُوَ أَبَاکَ

وَبِکَ الْخَلِيْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهُ   بَرْداً وَّقَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِ سَنَاکَ

وَدَعَاکَ أَيُّوْبُ لِضُرٍّ مَّسَّهُ   فَأُزِيْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِيْنَ دَعَاکَ

وَبِکَ الْمَسِيْحُ أَتٰی بَشِيْراً مُخْبِراً   بِصِفَاتِ حُسْنِکَ مَادِحاً لِّعُلَاکَ

وَکَذَاکَ مُوْسٰی لَمْ يَزَلْ مُتَوَسِّلاً   بِکَ فِیْ الْقِيَامَةِ مُحْتَمِیْ بِحِمَاکَ

وَهُوْدٌ وَيُوْنُسُ مِنْ بَهَاکَ تَجَمَّلَا   وَجَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاکَ

قَدْ فُقْتَ يَا طٰهٰ جَمِيْعَ الْأَنْبِيَاءِ   طُرّاً فَسُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرَاکَ

وَاللّٰهِ يَا يٰسِيْنُ مِثْلُکَ لَمْ يَکُنْ   فِیْ الْعٰلَمِيْنَ وَحَقِّ مَنْ أَنْبَاکَ

عَنْ وَصْفِکَ الشُّعَرَآءُ يَا مُدَّثِّرُ   عَجَزُوْا وَکَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاکَ

بِکَ لِیْ قُلَيْبٌ مُغْرَمٌ يَا سَيِّدِیْ   وَحُشَاشَةٌ مَّحْشُوَّةٌ بِهَوَاکَ

يَا أَکْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا کَنْزَ الْوَرٰی   جُدْ لِیْ بِجُوْدِکَ وَارْضِنِیْ بِرِضَاکَ

أَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ يَکُنْ   لِأَبِیْ حَنِيْفَةَ فِیْ الْأَنَامِ سِوَاکَ

صَلّٰی عَلَيْکَ اللّٰهُ يَا عَلَمَ الْهُدٰی   مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰی مَثْوَاکَ

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی المتوفی: ۱۵۰ھ

محمد مصطفیٰ فخر رسل کا جیسے نام آیا
فرشتوں اور خدا کا عرشِ اعظم سے سلام آیا
اجالا ہو گیا محفل میں ان کے روئے انور سے
کبھی جب بزم میں وہ حسنِ کل ماہِ تمام آیا
ابو بکر و عمر عثمان علی سب چاند تارے ہیں
انہیں تاروں ہی کے جھرمٹ میں وہ ماہِ تمام آیا
سکون و امن اور عدل و مساوات و اخوت کا
تمہارے دم سے ہی دنیا میں اخلاقی نظام آیا
امین و صادق و ہادی بشیر و رحمت عالم
لقب لے کر نہ تم سا کوئی بھی عالی مقام آیا
مسلمانو! پڑھو تم بھی درود اس پاک ہستی پر
کہ جس کے واسطے باری تعالیٰ کا سلام آیا
یہی ہے بس تمنا میری اے احؔمد کہ محشر میں
رسول اللہ فرمادیں کہ وہ میرا غلام آیا

حضرت مولانا محمد احؔمد صاحب